ہفت روزہ

خدام الدین لاہور

زیر سرپرستی
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ
شیرانوالہ دروازہ لاہور

۲۱ اپریل ۱۹۶۱ء

۲۵ پیسے

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین © لاہور

مرغ و ماہی سب کریں یادِ خدا

جناب قاسم علی صاحب قاسمؔ دہلوی شجاع آباد!

حمد کے لائق وہی رحمٰن ہے
دو جہاں کا صاحبِ فرمان ہے

چاند سورج حکم پر جس کے چلیں
بے ستوں ہفت آسماں قائم رہیں

مرغ و ماہی سب کریں یادِ خدا
جن و انساں ہر گھڑی تجھ پر فدا

حاکمِ برتر کوئی تجھ سا نہیں
وسعتِ کونین ہے زیرِ نگیں!

ہیں مسلّم تیری قدرت کے اصول
حکم سے تیرے کھلا ہے پھول پھول

تو پہاڑوں کی بلندی سے بلند
سرکشوں کی خود پسندی سے بلند

ہر طرف قدرت کی ہیں انگڑائیاں
بحر سے بڑھ کر تری گہرائیاں

غنچے کھلتے ہیں تو تیرے حکم سے
پتے ہلتے ہیں تو تیرے حکم سے

زندگی کی ہر طرف تقسیم ہے!
ذرہ ذرہ قائلِ تنظیم ہے

تو جو چاہے سلطنت ویران ہو
اک فقیرِ بے نوا سلطان ہو

کر عنایت کی نظر بارِ الٰہ!
بخش دے تو اپنے بندوں کے گناہ

قاسمِ خستہ پہ بھی احسان ہو!
مشکلِ دنیا و دیں آسان ہو

ہفت روزہ
خدام الدین
لاہور
فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۶ | ۵ ذی قعدہ سنہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۲۱ اپریل سنہ ۱۹۶۱ء | شمارہ ۵۰

علماء کی قدر و منزلت

راولپنڈی کے ایک سرکاری بیان سے واضح ہوتا ہے۔ کہ حکومت پاکستان نے علماء دین کے سلسلہ میں بعض تازہ فیصلے کئے ہیں۔ جس کی رو سے مغربی پاکستان کے محکمہ اوقاف کو متوجہ کیا گیا ہے۔ کہ تربیت یافتہ علماء کی ملازمت کے لئے مناسب شرائط تجویز کرے۔ تاکہ وہ عزت کی زندگی بسر کرسکیں۔ حکومت مذہبی اداروں سے بھی یہ خواہش رکھتی ہے۔ کہ تعلیم و تربیت اس طرز پر ہو۔ کہ عالم بننے والے حضرات عوام پر اصلاحی اثر ڈال سکیں اور مذہب کی حقانیت منوا سکیں۔ اس سلسلہ میں حکومت نے محکمہ اوقاف کو کہا ہے۔ کہ وہ ایسے اجتماعات کا انتظام کرے۔ جس میں علماء دین اور جدید تعلیم یافتہ حضرات تبادلہ خیالات کرسکیں۔ اس کے علاوہ حکومت نے پرائمری اور مڈل اسکولوں میں دینی تعلیم کو لازمی قرار دینے کی خواہش کی ہے یہ چاروں باتیں مذہب سے انقلابی حکومت کی دلچسپی کا پتہ دیتی ہیں۔ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔ تاریخ گواہ ہے۔ کہ سلاطین اسلام نے ہمیشہ مذہب کی حفاظت اور خدمت کی ہے۔ اور وہ شریعت پناہ کہلانے میں فخر محسوس کرتے تھے۔ اور ان کی اسلام دوستی ہی کی وجہ سے مسلمانوں نے ان کے اشاروں پر اپنی جانیں قربان کرکے مشرق سے مغرب تک اسلام کی دھاک بٹھا دی تھی۔ خرابی تب ہی رونما ہوتی جب برسراقتدار افراد کسی دماغی مریض کی بات سن کر سلف صالحین کے بیان کردہ اسلام میں کوئی نئی بات ٹھونسنے کی کوشش کرتے۔ اگرچہ نتیجتہً وہ کبھی کامیاب نہیں ہوئے مگر ملک کو کچھ عرصہ کے لئے مبتلائے مصیبت کر دیتے تھے۔

ٹرکی کے انقلابی رہنماؤں نے اسلامی اقدار کو بدلنے کی اپنی سی کوشش کی۔ لیکن وہ اس میں کامیاب نہ ہوسکے۔ الٹا قومی اتحاد اور ذہنی یکجہتی کو نقصان پہنچا اور ترک قوم انتشار دماغی کا شکار ہوگئی۔ جس کا خمیازہ وہ آج تک بھگت رہے ہیں۔

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ کہ ہماری انقلابی حکومت نے روز اول ہی معاشرہ میں اسلامی اقدار کی استواری اور خوف خدا کا نعرہ بلند کیا اس سلسلہ میں بعض مثبت اقدامات بھی کئے ہیں۔ چنانچہ ملت کے بہی خواہ افراد اور اداروں کا فرض ہے۔ کہ وہ اس معاملہ میں حکومت کا پورا پورا ساتھ دیں۔ ہم اس بارے میں کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔

۱۔ پورے ملک میں دینی تعلیم کا کم از کم انتظام ضروری ہے کہ ہر مسلمان اسلام کے فرائض و واجبات اور بنیادی عقائد و نظریات سے واقف ہو جائے۔ علاوہ ازیں مکمل طور پر اسلامی علوم و فنون کو زندہ کرنا اور وسیع پیمانہ پر ملک اور بیرون ملک اسلام کی خدمت کرنا کسی بھی اسلامی حکومت کے لئے باعث سعادت اور فوز و فلاح دنیا و آخرت کا موجب ہے۔ یہ جامع ازہر ہی کی برکت ہے کہ آج مصر آزاد اور خود مختار ہے۔ وہ دنیا بھر میں اسلامی علوم و فنون کا منبع ہے۔ اور تبلیغ و اشاعت اسلام اور مسلم وحدت کا مرکزی نقطہ بنتا چلا جا رہا ہے۔

ہمارے لئے یہ امر انتہائی افسوسناک ہے۔ کہ پاکستان میں اردو، عربی علوم اسلامی اور اسلامی معاشرت کے مقابلہ میں انگریزی زبان و ادب اور مغربی طرز تمدن کو تفوق حاصل ہو۔ ان حالات میں سردست پرائمری اور مڈل کلاسوں میں دینی تعلیم کو لازم قرار دینے کے فیصلہ کو ہم صحیح سمت کی طرف پہلا قدم قرار دیتے ہیں۔ اور حکومت کو اس پر مبارکباد پیش کرتے ہیں۔

۲۔ علماء کے معیار زندگی پر بھی ارباب حکومت نے واقعات کی روشنی میں غور کیا ہے — یہ حقیقت ہے۔ کہ انگریزوں نے علماء کے وقار کو ختم کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی آج سے تین سو سال پہلے جب ہر طرح کے عہدوں اور منصبوں کا اہل عالم اور صرف عالم سمجھا جاتا تھا۔ جب کہ فارسی، عربی اور دینی علوم کے سوا اور علوم ہی نہ تھے۔ اس وقت ہر درباری ہر فوجی افسر ہر جج اور ہر حاکم کو یہ تعلیم حاصل کرنی ہوتی تھی۔ ورنہ وہ جاہل اور ان پڑھ سمجھا جاتا تھا۔ اس وقت ہر شخص خود علم دین سیکھتا۔ اور وہی علم شوق سے اپنے بچوں کو سکھاتا تھا۔ ایک ایک بڑے شہر میں اس طرح کے سینکڑوں ہزاروں مدارس ہوتے مگر جب انگریزی عملداری میں ملازمتیں اور عہدے سب انگریزی تعلیم پر موقوف ہوگئے۔ عزت و شرافت سمٹ کر کوٹ اور پتلون میں آگئی۔ علم دین پڑھنا پڑھانا اور مولوی کہلانا..........

..........مولوی بننا بے کار بلکہ عار سمجھا جانے لگا۔ اور اس طرح اس ملک میں دینی تعلیم کا وقار ختم ہوگیا —— اس وقت سے یہ سخت جان "مولوی" دین پر ڈٹا رہا۔ چٹائی پر لیٹ کر دیئے کی روشنی میں راتیں مطالعہ کرنے میں گزارتا لوگوں کے طعنے سنتا۔ اور قسما قسم کے ذلت آمیز سلوک سے دو چار ہوتا رہا۔ مگر اس نے قرآن نہیں چھوڑا۔ اس نے پیہم اور مسلسل جدو جہد سے ایک ماحول بنائے رکھا۔ اور اس کو دینی تعلیم کی سرپرستی پر آج تک امادہ کئے رکھا۔ دینی طلبہ کے لئے اس نے اتنی سہولتیں بہم پہنچائیں کہ ان کو کتابوں۔ کپڑوں اور استادوں کی تلاش سے بے نیاز کردیا تب جاکر یہ دین اور علم دین باقی رہا۔ اگرچہ ماحول کے مطابق عام قسم کے مولوی صاحبان میں بھی کمزوریاں ہیں۔ مگر ہم یہ غلط فہمی دور کرنا چاہتے ہیں۔ کہ جن علماء کرام کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ یا جو ملک کے طول و عرض میں دینی خدمات انجام دے رہے ہیں وہ اپنی معیشت کے لئے قطعاً پریشان نہیں ہیں۔ وہ نہ لذیذ اور مرغن کھانوں کے شائق ہیں۔ نہ لباس فاخرہ کے دلدادہ اور نہ سربفلک عمارتوں کے آرزومند ان کو معمولی اور سادہ زندگی بسر کرنے میں جو سکون قلب اور طمانیت حاصل ہے۔ وہ دوسروں کو سربفلک ایوانوں میں بھی نصیب نہیں ہے وہ صرف اور صرف یہ چاہتے ہیں۔ کہ ہمارے حکام اور سربرآوردہ آفیسر ہر ہر ضلع میں دیندار ہوں نماز خود پڑھائیں۔ ہمیں احکام دیں تاکہ ہم تعمیل کرکے قرآن پاک کا منشا پورا کریں۔ وہ عامۃ المسلمین اور ملک کے سارے باشندوں کے لئے زندگی کی تمام سہولتیں میسر ہونے کے خواہشمند ہیں۔ وہ اپنے ملک میں ترقی یافتہ ممالک کی طرح صنعت و حرفت، تجارت و زراعت اور سازوسامان جنگ میں انقلابی تبدیلیاں چاہتے ہیں۔ بلکہ وہ تو اس دن کے آرزومند ہیں جب ہمارا ملک دنیا کے

(باقی صفحہ ۱۸)

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرو

عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْتَكِفُ الْعَشْرَ الْاَوَاخِرَ مِنْ رَمَضَانَ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ اعْتَكَفَ اَزْوَاجُهٗ مِنْ بَعْدِهٖ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کرتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کی روح قبض کی پھر آپ کے بعد آپ کی بیویوں نے اعتکاف کیا۔

حضور کی سخاوت کا بیان

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَجْوَدَ النَّاسِ بِالْخَيْرِ وَكَانَ اَجْوَدُ مَا يَكُوْنُ فِيْ رَمَضَانَ كَانَ جِبْرَئِيْلُ يَلْقَاهُ كُلَّ لَيْلَةٍ فِيْ رَمَضَانَ يَعْرِضُ عَلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنَ فَاِذَا لَقِيَهٗ جِبْرَئِيْلُ كَانَ اَجْوَدَ بِالْخَيْرِ مِنَ الرِّيْحِ الْمُرْسَلَةِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ:۔ حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوسروں کے ساتھ بھلائی کرنے اور لوگوں کو نفع پہنچانے کے اعتبار سے تمام لوگوں میں زیادہ سخی تھے۔ اور خصوصاً ماہ رمضان میں آپ کی سخاوت بہت بڑھ جاتی تھی جبرئیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرتے تھے۔ اور آپ ان کے سامنے قرآن پڑھتے تھے۔ پس جب جبرئیل آپ سے ملاقات کرتے تو آپ کی سخاوت مینہ لانے والی ہوا سے بھی بڑھ جاتی

حضور کے اعتکاف کا بیان

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ كَانَ يُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقُرْاٰنُ كُلَّ عَامٍ مَرَّةً فَعُرِضَ عَلَيْهِ مَرَّتَيْنِ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ وَكَانَ يَعْتَكِفُ كُلَّ عَامٍ عَشْرًا فَاعْتَكَفَ عِشْرِيْنَ فِي الْعَامِ الَّذِيْ قُبِضَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ:۔ حضرت ابوہریرہؓ کہتے ہیں۔ کہ پیش کیا جاتا تھا۔ یعنی پڑھتے تھے۔ جبرئیل آپ کے سامنے قرآن ہر سال میں ایک مرتبہ اور جس سال میں آپ کا انتقال ہوا اس سال پڑھا گیا۔ دو مرتبہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کرتے تھے۔ ہر سال میں دس دن اور جس سال وفات ہوئی اعتکاف کیا۔ اس سال بیس دن۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَعْتَكِفَ صَلَّى الْفَجْرَ ثُمَّ دَخَلَ فِيْ مُعْتَكَفِهٖ رَوَاهُ اَبُوْ دَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کا ارادہ کرتے تو صبح کی نماز پڑھتے۔ اور پھر اپنے اعتکاف کی جگہ میں چلے جاتے

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُ الْمَرِيْضَ وَهُوَ مُعْتَكِفٌ فَيَمُرُّ كَمَا هُوَ فَلَا يُعَرِّجُ يَسْاَلُ عَنْهُ رَوَاهُ اَبُوْدَاؤُدَ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہؓ کہتی ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اعتکاف کی حالت میں بیمار کی عیادت کرتے۔ پس آپ مسجد سے سیدھے جاتے۔ اور مریض کے پاس زیادہ دیر نہ ٹھیرتے۔ اور اس کو پوچھ کر چلے آتے

قرآن کو پڑھنے کا ثواب

وَعَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِي الصُّفَّةِ فَقَالَ اَيُّكُمْ يُحِبُّ اَنْ يَغْدُوَ كُلَّ يَوْمٍ اِلٰى بُطْحَانَ اَوِ الْعَقِيْقِ فَيَاْتِيَ بِنَاقَتَيْنِ كَوْمَاوَيْنِ فِيْ غَيْرِ اِثْمٍ وَلَا قَطْعِ رَحِمٍ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كُلُّنَا نُحِبُّ ذٰلِكَ قَالَ اَفَلَا يَغْدُوْ اَحَدُكُمْ اِلَى الْمَسْجِدِ فَيَعْلَمُ اَوْ يَقْرَاُ اٰيَتَيْنِ مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ نَاقَتَيْنِ وَثَلٰثٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ ثَلٰثٍ وَاَرْبَعٌ خَيْرٌ لَّهٗ مِنْ اَرْبَعٍ وَمِنْ اَعْدَادِهِنَّ مِنَ الْاِبِلِ رَوَاهُ مُسْلِمٌ

ترجمہ:۔ حضرت عقبہؓ بن عامر کہتے ہیں۔ کہ ہم لوگ صفہ (ربنا ہوا چبوترہ) پر بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ اور فرمایا تم میں سے کون اس بات کو پسند کرتا ہے۔ کہ وہ روزانہ بطحان یا عقیق کے بازاروں میں جائے اور وہاں سے بڑے کوہان کی دو اونٹنیاں لائے بغیر گناہ اور بغیر رشتہ داری کے تعلق کو منقطع کئے ہوئے یعنی جائز طریقہ پر ہم نے عرض کیا۔ ہم سب اس کو پسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا جائے۔ تم میں سے ہر شخص طرف مسجد کے اور سکھائے یا پڑھے قرآن کی دو آیتیں یہ بہتر ہے۔ اس کے لئے دو اونٹنیوں سے اوپر بہتر ہوں گی تین آیتیں تین اونٹنیوں سے اور چار آیتیں بہتر ہوں گی چار اونٹنیوں سے اور شمار آیتوں کا بہتر ہوگا شمار اونٹنیوں سے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

حضرت عائشہؓ کہتی ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ قرآن کا ماہر ان فرشتوں کے ساتھ ہے۔ یعنی اعمال کے اعتبار سے جو بزرگ اور نیکوکار ہیں۔ یعنی وہ فرشتے جو لوح محفوظ سے اللہ اکبر کی کتابیں لکھتے ہیں۔ اور وہ شخص جو قرآن کو اٹک اٹک کر پڑھتا ہے۔ اور پڑھنا اس کو مشکل ہوتا ہے۔ اس کو دو ثواب ملتے ہیں۔

اعتکاف کے شرائط

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اعْتَكَفَ اَدْنٰى اِلَيَّ رَاْسَهٗ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ فَاُرَجِّلُهٗ وَكَانَ لَا يَدْخُلُ الْبَيْتَ اِلَّا لِحَاجَةِ الْاِنْسَانِ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ:۔ حضرت عائشہ کہتی ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اعتکاف کرتے تو مسجد کے اندر سے سر کو میری طرف کر دیتے۔ اور میں آپ کے سر میں کنگھی کر دیتی اور اعتکاف کی مدت میں آپ گھر کے اندر نہ آتے مگر انسانی حاجت کو پورا کرنے کے لئے یعنی پیشاب پاخانہ کے لئے یا غسل وغیرہ کے لئے۔

نذر کا بیان

عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ عُمَرَ سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ كُنْتُ نَذَرْتُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ اَنْ اَعْتَكِفَ لَيْلَةً فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ قَالَ فَاَوْفِ بِنَذْرِكَ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

ترجمہ۔ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں۔ کہ میرے والد عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ میں نے اسلام قبول کرنے سے پہلے یہ نذر کی تھی۔ کہ مسجد حرام میں ایک رات کا اعتکاف کروں گا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اپنی نذر پوری کرو۔

خطبۂ یوم الجمعۃ ۲۸ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۴ر اپریل ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی - دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی ۔ اما بعد:-

قرآن مجید بابرکت کتاب ہے اس کا اتباع کرو

اور خدا تعالےٰ سے ڈرو تاکہ تم پر (اللہ تعالیٰ) کی رحمت ہو

وَهٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ فَاتَّبِعُوْهُ وَاتَّقُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ (سورہ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- اور یہ کتاب برکت والی ہم نے اتاری ہے سو اس کا اتباع کرو۔ اور ڈرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔

حاشیہ شیخ الاسلام

حضرت مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی توراۃ تو تھی ہی جیسی کچھ تھی - لیکن ایک یہ کتاب ہے۔ (قرآن کریم) جو اپنے درخشاں اور ظاہر و باہر حسن وجمال کے ساتھ تمہارے سامنے ہے۔ اس کی خوبصورتی اور کمال کا کیا کہنا۔ آفتاب آمد دلیل آفتاب۔ اس کی ظاہری و باطنی برکات اور صوری اور معنوی کمالات کو دیکھ کر بے اختیار کہنا پڑتا ہے۔ ؎

بہار عالم حسنش دل و جان تازہ می دارد
بہ رنگ اصحاب صورت را بہ بو ارباب معنی را

اب دائیں بائیں دیکھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر خدا (تعالیٰ) کی رحمت سے حظ و اثر لینا چاہتے ہو۔ تو اس آخری اور مکمل کتاب پر چل پڑو۔ اور خدا (تعالےٰ) سے ڈرتے رہو۔ کہ اس کتاب کے کسی حصہ کی خلاف ورزی ہونے نہ پائے۔

ایک عذر کا رفع ہو جانا

اَنْ تَقُوْلُوْٓا اِنَّمَآ اُنْزِلَ الْكِتٰبُ عَلٰى طَآئِفَتَيْنِ مِنْ قَبْلِنَا ۠ وَاِنْ كُنَّا عَنْ دِرَاسَتِهِمْ لَغٰفِلِيْنَ ۙ (سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- تاکہ تم یہ نہ کہو۔ کہ ہم سے پہلے دو فرقوں پر کتاب نازل ہوئی تھی - اور ہم تو ان کے پڑھنے پڑھانے سے بے خبر تھے۔

حاشیہ شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اس مبارک کتاب (قرآن کریم) کے نزول کے بعد عرب کے امیین کے لئے کہنے کا بھی موقعہ نہیں چھوڑا گیا۔ کہ بیشتر جو آسمانی کتابیں شرائع الٰہیہ کو لے کر اُتریں۔ وہ تو ہمارے علم کے موافق اُنہی دو فرقوں (یہود و نصاریٰ) پر اُتریں۔ بے شک وہ لوگ آپس میں اسے پڑھتے پڑھاتے تھے اور بعضے اس کا ترجمہ بھی عربی میں کرتے تھے۔ مثلاً ورقہ بن نوفل وغیرہ اور بہت سے مدت تک اس دھن میں لگے رہے۔ کہ عرب کو یہودی یا نصرانی بنالیں۔ لیکن ہمیں ان کی تعلیم و تدریس سے کوئی سروکار نہیں رہا۔ اس سے بحث نہیں۔ کہ یہود و نصاریٰ جو کچھ پڑھتے پڑھاتے تھے۔ وہ چیز کہاں تک اپنی اصلی سماوی صورت میں محفوظ تھی مطلب صرف اس قدر ہے۔ کہ ان شرائع و کتب کی اصلی مخاطب فقط قوم بنی اسرائیل تھی۔ خواہ اس تعلیم کے بعض اجزاء مثلاً توحید اور اصول دینیہ کی دعوت کو وسعت دے کر بنی اسرائیل کے سوا دوسری اقوام کے حق میں بھی عام کر دیا گیا ہو۔ تاہم جو شریعت اور کتاب سماوی بہیأت مجموعی کسی خاص قوم پر اسی کے مخصوص فائدہ کے لئے اتری ہو اس کے درس وتدریس سے اگر دوسری اقوام خصوصاً عرب جیسی غیور و خوددار قوم کو دلچسپی اور لگاؤ نہ ہو۔ تو کچھ مستبعد نہیں۔ بنابریں وہ کہہ سکتے تھے کہ کوئی آسمانی کتاب و شریعت ہماری طرف نہیں آئی۔ جو مخصوص قوم کے لئے آئی۔ اس سے ہم نے چنداں واسطہ نہیں رکھا۔ پھر ہم ترک شرائع پر کیوں ماخوذ ہوں گے۔ مگر آج ان کے لئے اس طرح کے حیلے حوالوں کا موقع نہیں رہا۔ خدا (تعالیٰ) کی حجت اس کی روشن کتاب اور ہدایت و رحمت عامہ کی بارش خاص ان کے گھر میں اتاری گئی۔ تاکہ وہ اولاً اس سے مستفید ہوں۔ پھر اس امانت الٰہیہ کو تمام احمر و اسود اور مشرق و مغرب کے باشندوں تک حفاظت اور احتیاط کے ساتھ پہنچا دیں۔ کیونکہ یہ کتاب کسی خاص قوم و ملک کے لئے نہیں اتاری گئی اس کا مخاطب تو سارا جہان ہے۔ چنانچہ خدا (تعالیٰ) کے فضل وتوفیق سے عرب کے ذریعے سے خدا (تعالیٰ) کا یہ عام اور آخری پیغام آج دنیا کے گوشہ گوشہ میں پہنچ گیا۔ والحمد للہ علی ذالک

تمہارا دوسرا یہ عذر ہوسکتا تھا

اَوْ تَقُوْلُوْا لَوْ اَنَّآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا الْكِتٰبُ لَكُنَّآ اَهْدٰى مِنْهُمْ ۚ فَقَدْ جَآءَكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ ۚ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَصَدَفَ عَنْهَا ۗ سَنَجْزِى الَّذِيْنَ يَصْدِفُوْنَ عَنْ اٰيٰتِنَا سُوْٓءَ الْعَذَابِ بِمَا كَانُوْا يَصْدِفُوْنَ ۔ (سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- یا یہ کہو کہ اگر ہم پر کتاب نازل کی جاتی۔ تو ہم ان سے بہتر راہ پر چلتے۔ سو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک واضح کتاب اور ہدایت اور رحمت آچکی ہے اب اس سے زیادہ کون ظالم ہے۔ جو اللہ (تعالیٰ) کی آیتوں کو جھٹلائے۔ اور ان سے منہ موڑے جو لوگ ہماری ایتوں سے منہ موڑتے ہیں۔ ہم انہیں ان کے منہ موڑنے کے باعث بڑے عذاب کی سزا دیں گے

هَلْ يَنْظُرُوْنَ اِلَّآ اَنْ تَاْتِيَهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَوْ يَاْتِىَ رَبُّكَ اَوْ يَاْتِىَ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ ۗ يَوْمَ يَاْتِىْ بَعْضُ اٰيٰتِ رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ فِىْٓ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ۗ قُلِ انْتَظِرُوْٓا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- یہ لوگ اس کے منتظر ہیں۔ کہ ان کے پاس فرشتے آویں۔ یا تیرا رب آئے۔ یا تیرے رب کی کوئی نشانی آئے جس دن تیرے رب کی کوئی نشانی آئے گی۔ تو کسی شخص کا ایمان کام نہ آئے گا۔ جو پہلے ایمان نہ لایا ہو۔ یا اس نے ایمان لانے کے بعد کوئی نیک کام نہ کیا ہو۔ کہدو انتظار کرو۔ ہم بھی انتظار کرنے والے ہیں۔

دین میں فرقہ بندوں اور گروہ بندوں کا ساتھ نہ دیں اور اصل دین پر قائم رہیں

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِىْ شَىْءٍ ۚ اِنَّمَآ اَمْرُهُمْ اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝ (سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:- تحقیق جن لوگوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور کئی جماعتیں بن گئے۔ تیرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ان کا کام اللہ (تعالیٰ) ہی کے حوالہ ہے۔ پھر وہی انہیں تبلائیگا۔ جو کچھ وہ کرتے تھے۔

حاشیہ شاہ عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی تورات والوں نے کئی راہیں نکالیں۔ تو

ان میں تحقیقات نہ کر۔ کہ صحیح کون اور غلط کون۔ اپنی راہِ صحیح پر قائم رہ۔ دین میں جو باتیں یقین لانے کی ہیں۔ ان میں فرق نہ چاہیے۔ اور جو کرنے کی ہیں۔ اس کے طریقے کئی ہوں۔ تو برا نہیں۔

اسی طرح مسلمان بھی کئی راہیں نکالیں گے

ان سب میں فقط ایک صحیح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تھا

ارشاد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

عن عبد اللہ بن عمرو قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی کما اتی علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان کان منھم من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذٰلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملۃ وتفرق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلھم فی النار الاملۃ واحدۃ قالوا من ھی یا رسول اللہ قال ما انا علیہ واصحابی۔ رواہ الترمذی

ترجمہ:۔ عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میری امت پر ایک ایسا ہی زمانہ آئیگا جیسا کہ بنی اسرائیل پر آیا تھا۔ بالکل ٹھیک اور درست جیسی کہ دونوں جوتیاں برابر اور ٹھیک ہوتی ہیں۔ یہاں تک کہ بنی اسرائیل میں سے اگر کسی نے اپنی ماں سے علانیہ بدفعلی کی تھی۔ تو میری امت میں بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ جو ایسا کریں گے اور بنی اسرائیل کی قوم بہتر فرقوں میں منقسم ہوگئی تھی۔ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوگی جن میں سے صرف ایک فرقہ جنتی ہوگا اور باقی سب دوزخ میں جائیں گے۔ صحابہ کرام نے پوچھا۔ یا رسول اللہ جنتی فرقہ کون سا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ فرقہ جس میں میں ہوں۔ اور میرے اصحاب (رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین ہیں)

قیامت کے دن میں فیصلہ یہ ہوگا

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰى اِلَّا مِثْلَهَا وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ جو کوئی ایک نیکی کرے گا۔ اس کے لئے دس گنا اجر ہے۔ اور جو بدی کرے گا۔ سو اسے اسی کے برابر سزا دی جائے گی۔ اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ملتہ ابراہیمی کے متبع ہیں

قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ کہدو۔ میرے رب نے مجھے ایک راستہ بتلا دیا ہے۔ کہ ایک صحیح دین ابراہیم (علیہ السلام) کی ملت جو ایک ہی طرف کا تھا۔ اور مشرکوں میں سے نہیں تھا۔

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا دستور العمل ملاحظہ ہو

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۚ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۲۰ پارہ ۸)

ترجمہ:۔ کہدو۔ بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور میرا مرنا اللہ (تعالیٰ) ہی کے لئے ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔ اور میں سب سے پہلے فرمانبردار ہوں۔

دعا

اللہ تعالےٰ ہر مسلمان کو توفیق عطا فرمائے۔ کہ اپنی زندگی کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا بنائے

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

ہر ملک سے مادی ترقی اور سائنسی علوم و فنون میں بھی امام اور ہیرو کا پارٹ ادا کرے۔ تاکہ ان مادی ذرائع سے پورا پورا فائدہ اٹھا کر ساری دنیا کو انوار ہدایت سے سرفراز اور دینوی و اخروی کامیابی سے ہمکنار کر سکیں۔

(۳) حکومت نے جدید و قدیم علماء کے اجتماعات کی تجویز کرکے غور و فکر کا حق ادا کر دیا ہے انگریز کا دور حکومت ختم ہوا۔ جب کہ ہیٹ کوٹ پتلون والا مسجد و ملا سے بیزار تھا۔ اور ادھر مولوی بوٹ سوٹ والے کو ناپسند کرتا تھا۔ انگریز نے مسجد اور کالج کے درمیان یا علماء اور تعلیم یافتہ طبقہ کے درمیان جو دیوار کھینچ دی تھی۔ اب وقت آگیا ہے۔ کہ اس کو مسمار کر دیا جائے اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ہم سب پہلے مسلمان ہیں۔ اور بعد میں کچھ اور ہم سب کو سر جوڑ کر ملک و ملت کی سود و بہبود کے لئے سوچنا چاہئے۔ اس قسم کے مشترکہ اجتماعات اگر پہلے سے ہوتے تو بہت سی وہ بدمزگیاں جو وقوع پذیر ہوئیں وہ نہ ہو پاتیں۔ ہم چاہتے ہیں۔ کہ علماء دین جن کی مسلمانوں کے دلوں میں بڑی عزت ہے۔ اور وہ ملک کی بجا طور پر مذہبی طاقت ہیں، حکومت سے سو فیصدی تعاون کریں۔ اور حکومت دینی و مذہبی معاملات میں ان کی مخلصانہ رائے کا پورا پورا احترام کرے مثلاً وہ روزِ اول سے یہ مطالبہ دہراتے چلے آرہے ہیں۔ کہ پاکستان کا مسلمان باشندہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کا قانوناً احترام کرے اور فواحش و منکرات کا اس نوزائیدہ مملکت خداداد میں کامل انسداد ہو۔ اور مسلم قوم طاؤس و رباب اور رقص و سرود کے رندانہ و فاسقانہ مشرب کو پس پشت ڈال کر تلوار اور قرآن کو ہاتھ میں لے لے، پھر دیکھیں ان کا کونسا مسئلہ حل نہیں ہوتا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ (اگر تم اللہ کی مدد کرو گے (تعمیل احکام اور تبلیغ دین) کرکے تو وہ (ہر معاملہ میں) تمہاری مدد کرے گا) نیز فرمایا۔ اِنْ يَّنْصُرْكُمُ اللّٰهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ۚ وَاِنْ يَّخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِيْ يَنْصُرُكُمْ مِّنْۢ بَعْدِهٖ ۗ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ (اگر اللہ تمہاری مدد کرے تو پھر کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور اگر وہی تم کو چھوڑ دے تو پھر کون ہے۔ جو اس کے بعد تمہاری مدد کرے۔ اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ فقط اللہ ہی پر بھروسہ کریں۔

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۷ شوال المکرم ۱۳۸۰ھ مطابق ۱۳ اپریل ۱۹۶۱ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد:۔

اُطلبوا الاستقامت ولا تطلبوا الکرامت

فان الاستقامت فوق الکرامت

جیسا کہ ہفت روزہ خدام الدین کے گزشتہ شمارہ سے قارئین کرام کو معلوم ہو چکا ہے۔ حضرت اقدس نے مجلس ذکر قطعی طور پر بند کرنے کا فیصلہ فرمادیا تھا۔ مگر اس فیصلے سے جماعت کے بیرونی و مقامی حضرات پر جو کچھ گزری اور تشنگانِ ذکر الٰہی جس اخلاص اور محبت سے اس با برکت مجلس کو جاری رکھنے کے لئے حضرت سے استدعا کرتے رہے۔ بالآخر وہ محبت بھرے جذبات رنگ لائے۔ اور حضرت کو فقط احباب کی دلداری اور پاسداری کی خاطر اپنی جملہ تکالیف کے باوجود اپنا فیصلہ بدلنا پڑا۔ الحمد للہ کہ بغیر کسی ناغہ کے مجلس کا انعقاد جاری رہا۔ چنانچہ حضرت مدظلہ نے بعد از ذکر مندرجہ تقریر فرمائی۔ (منظور سعید احمد مرتب)

مجھے احباب کے اصرار سے مجبور ہو کر اپنا فیصلہ بدلنا پڑا ہے۔ لہٰذا اب آپ خدا سے دعا فرمائیں۔ کہ وہ مجھے صحت و استقامت بخشے تاکہ میں آپ کی یہ خدمت سرانجام دیتا رہوں

میری آج کی تقریر کا عنوان ہے۔

اُطلبوا الاستقامت ولا تطلبوا الکرامت

فان الاستقامت فوق الکرامت

اللہ تعالٰے سے کرامت کی بجائے استقامت مانگو۔ کیونکہ استقامت کرامت پر فوقیت رکھتی ہے۔ میں گزشتہ چھ سال سے جب سے خدام الدین کا اجرا ہوا ہے۔ روحانی امراض کا ذکر کرتا رہا ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ جو کچھ میں عرض کرتا رہا ہوں۔ آپ اُس قال کا حال بن گئے ہیں۔ یا نہیں۔ اور واقعی دل سے ریا، کبر، عجب حسد نکل گیا ہے یا نہیں۔

ریا

اِنَّ اَخْوَفَ مَا اَخَافُ عَلَیْکُمُ الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ

قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وَمَا الشِّرْکُ الْاَصْغَرُ قَالَ الرِّیَاءُ (رواہ احمد)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ مجھے اپنی امت کے متعلق سب سے بڑا خطرہ شرک اصغر کا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کی۔ یا رسول اللہ شرک اصغر کیا ہے۔ تو فرمایا الریاء یعنی دکھلاوا۔ یہ ایسی نامراد مرض ہے۔ کہ یہ انسان کے اعمال صالح کو اس طرح کھا جاتی ہے۔ جس طرح آگ لکڑی کو بھسم کر دیتی ہے اور شیطان ایک ماہر جیب کترے کی طرح انسان کے دل میں ریا ڈال دیتا ہے۔ مثلاً ایک قاری و حافظ قرآن۔ قرآن پاک بہت اچھا پڑھتا ہے۔ لوگ اُس کی بہت تعریف کرتے ہیں اور حافظ صاحب لوگوں کی تعریف سے پھولے نہیں سماتے حافظ صاحب کا لوگوں کی تعریف پر خوش ہونا ہی ریا ہے۔ اگر حافظ صاحب کسی با خدا سے تربیت یافتہ ہوتے۔ تو شیطان کو فوراً جواب دیتے۔ کہ اے کمبخت میں نے خدا کی رضا کے لئے قرآن مجید یاد کیا۔ اور سنایا ہے۔ نہ کہ لوگوں کی واہ واہ کے لئے آپ تو ابھی مبتدی ہیں۔ میں نے چالیس سال اپنے بزرگوں کی خدمت میں رہ کر اُن کے جوتوں کی خاک کو آنکھوں کا سرمہ بنایا ہے اور کچھ نہ کچھ اُن سے حاصل کیا ہے۔ مگر شیطان مجھ پر بھی حملہ آور ہوتا ہے۔ اور جب تقریر کرنے کھڑا ہوتا ہوں۔ تو میرے دل میں ریا ڈالتا ہے۔ لیکن میں اخلاص کی ڈھال پر وار روکتا ہوں اور لا کی تلوار سے شیطان ذبح کرتا ہوں۔ اس میدان کے سپاہی کے پاس ان دونوں ہتھیاروں کا ہونا بہت ضروری ہے۔ مجھے آپ پر ہرگز ہرگز یہ اعتماد نہیں ہے۔ کہ آپ سب حضرات ان امراض سے محفوظ ہوچکے ہوں گے۔ ایسے ہی کبر ہے

بطر الحق وغمط الناس

ترجمہ:۔ یعنی حق کا انکار کرنا۔ دوسروں کو ذلیل سمجھنا اور خود زور دے کر اپنی بات منوانا خواہ دوسرا سچا ہی کیوں نہ ہو۔ یہ انانیت ہے اسی جذبہ کے ماتحت لوگوں میں باہم بحث مباحثہ ہوتا ہے۔ ایک کہتا ہے تو جھوٹا ہے۔ اور دوسرا کہتا ہے۔ کہ تو جھوٹا ہے۔ اسی تو تو میں میں میں نوبت ہاتھا پائی تک آجاتی ہے حتی کہ خون خرابہ بھی ہو جاتا ہے۔ اگر لوگ کبر سے محفوظ ہوجائیں۔ تو ایسی وارداتوں کا عمل ظہور پذیر نہ ہو

چہ کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی

"قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے

وَالْکٰظِمِیْنَ الْغَیْظَ وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ

اللہ کے بندے غصہ پی جانے والے ہوتے ہیں

عموماً یہاں مثل مشہور ہے کہ

"غریب تے میرا غصہ لہندا نہیں تے امیر تے غصہ چڑھدا نہیں"

انسان غصے میں آکر بیوی کو بے دردی سے پیٹتا ہے۔ یا کمزور بچے کو پٹخ پٹخ کر مارتا ہے حالانکہ وہ غریب اسی کے رحم و کرم کے سہارے پر ہوتے ہیں۔

بترس از آہِ مظلوماں کہ ہنگامِ دعا کردن
اجابت از درِ حق بہر استقبال می آید

میں نے بارہا عرض کیا ہے۔ کہ میں نے چالیس سال تک اپنے مرشد و مربی سے روحانی تربیت کرائی ہے۔ اور اوراد و اشغال کئے ہیں لوگ آتے ہیں اور مجھے جلدی جلدی اپنے سبق سنا کر اگلے اسباق کی خواہش کرتے ہیں۔ حالانکہ جب میں اُن کے لطائف پر نظر کرتا ہوں۔ تو وہ ناپختہ ہوتے ہیں۔ اور ان میں نورانیت پیدا نہیں ہوئی ہوتی۔ بلکہ بدپرہیزیاں بدستور ہوتی ہیں۔ اور روحانی امراض کا غلبہ ویسے ہی ہوتا ہے۔ کیا ان لوگوں نے مذاق سمجھ رکھا ہے لوگ کرامت کے مشتاق ہوتے ہیں۔ حالانکہ کرامت کا ظہور ہمیشہ نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ اختیاری چیز نہیں کبھی ہوتی کبھی نہ ہوتی مگر استقامت ہمیشہ رہنے والی چیز ہے

قال حال ہوجائے اور استقامت نصیب ہو جائے۔ تو یہ کرامت سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اپنے روزمرہ کے اعمال پر غور کیجئے ہمارے بزرگوں کے ہاں دستور ہوتا تھا۔ کہ وہ مغرب سے عشا تک مراقبہ کرتے تھے۔ اور گزشتہ دن اور رات کے اعمال پر غور کرتے تھے۔ اگر کوئی گناہ ہوتا تو معافی مانگ لیتے تھے۔ اور اگر نیکیاں ہوتیں۔ تو خدا کا شکر ادا کرتے۔ میں لاہور میں چالیس سال سے مقیم ہوں۔ اور میں لاہوریوں کے حالات کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ کوئی لاہوری یہ نہیں کہہ سکتا کہ رَبَّنَا مَا جَاءَنَا مِنْ نَذِیْرٍ۔

ترجمہ۔ اے اللہ ہمیں کوئی تیرا بندہ ڈرانے والا نہیں آیا تھا) میں نے گزشتہ چالیس سال سے یہاں حق کی آواز پہنچائی ہے۔ مرنے سے پہلے ان امراض سے بچنے کی کوشش کرو۔ ورنہ یہ بیماریاں قبر میں بھی جا کر ستائیں گی۔ جو لوگ انگریزوں کا ساتھ دیتے رہے ہیں۔ اور دین کا مذاق اڑاتے رہے ہیں آج اُن کی قبروں کو جا کر دیکھو کہ جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں۔ میں نے آج تک نہ کسی کا نام لیا ہے۔ اور نہ لوں گا۔ مگر اُن لوگوں کے نام اور اُن کی قبریں معلوم ہیں۔ جن کی قبریں آج جہنم کا گڑھا بنی ہوئی ہیں۔ اسی طرح سے بخل اور اسراف ہے۔ بخل کے معنی ہیں جائز اور مناسب موقعوں پر خرچ کرنے سے گریز کرنے اور اسراف کے معنی ہیں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا۔

لاہوری شادی بیاہ پر اتنا خرچ کرتے ہیں۔ کہ مقروض ہو جاتے ہیں۔ اور اُن کو فقط نام ونمود مقصود پیش نظر ہوتا ہے۔ اور رضائے الٰہی کا اس میں شائبہ تک نہیں ہوتا۔ اور اس طرح بعض لوگ اتنے بخیل ہوتے ہیں۔ کہ وہ کسی حاجتمند کو پیسہ تک دینا گوارہ نہیں کرتے۔

لیکن یہ دونوں حالتیں خلاف شریعت ہیں۔ اور اختیار کرنے والے سزا پائیں گے۔

خلافِ پیغمبر کسے را گزید
کہ ہرگز بمنزل نہ خواہد رسید

لہٰذا میں بار بار آپ کو اس طرف توجہ دلا رہا ہوں۔ اور خدا اور اُس کے رسول کو بری الذمہ کر رہا ہوں۔ میرا کام آپ کو پیغام حق سنانا ہے۔ اُس کو ماننا اور اُس پر عمل کرنا آپ کا کام ہے میرے الفاظ اگرچہ سخت ہوتے ہیں۔ مگر آپ کی بہتری مقصود ہوتی ہے۔ جراح زخم کو چیر کر صاف کرتا ہے تو مریض کو تکلیف ہوتی ہے۔ لیکن پھر مرہم بھی لگاتا ہے۔ یہ دونوں ڈاکٹر کے فرائض میں شامل ہیں۔

میں خدا سے پھر دعا گو ہوں کہ وہ ہمیں جملہ بیماریوں سے پاک کرکے اپنے پاس بلائے۔

آمین۔ ثم آمین

سبحٰنک اللّٰھم و نحمدك نشھد ان لا الٰه الا انت نسئلك الجنة نستغفرك و نعوذبك من النّار

نماز کی اہمیت اور اس کی تاثیر

حضرت مولٰنا منظور صاحب نعمانی:

اللہ و رسول پر ایمان لانے اور توحید و رسالت کی گواہی کے بعد سب سے پہلا اور سب سے بڑا فرض اسلام میں "نماز" ہے۔ نماز اللہ تعالےٰ کی خاص عبادت ہے جو دن رات میں پانچ مرتبہ فرض کی گئی ہے۔ قرآن شریف کی پچاسوں آیتوں میں اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سینکڑوں حدیثوں میں نماز کی بڑی سخت تاکید فرمائی گئی ہے اور اس کو دین کا ستون اور دین کی بنیاد کہا گیا ہے۔

نماز کی یہ خاص تاثیر ہے کہ اگر وہ ٹھیک طریقے سے ادا کی جائے اور اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے پورے دھیان سے خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھی جائے تو اس سے آدمی کا دل پاک وصاف ہوتا ہے۔ اور اس کی زندگی درست ہو جاتی ہے۔ برائیاں اس سے چھوٹ جاتی ہیں۔ نیکی اور سچائی کی محبت اور خدا کا خوف اس کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے، اسی لئے اسلام میں دوسرے تمام فرضوں سے زیادہ اس کی تاکید ہے۔ اور اسی واسطے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص آپ کے پاس آکر اسلام قبول کرتا تو آپ توحید کی تعلیم کے بعد پہلا عہد اس سے "نماز" ہی کا لیا کرتے تھے۔ الغرض کلمہ کے بعد نماز ہی اسلام کی بنیاد ہے۔

نماز نہ پڑھنا اور نماز نہ پڑھنے والے رسول اللہ کی نظر میں

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نماز نہ پڑھنے کو کفر کی بات اور کافروں کا طریقہ قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا "بندہ اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بندہ اگر نماز چھوڑ دے گا تو کفر سے مل جائے گا اور اس کا یہ عمل کافروں کا سا عمل ہوگا۔ ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا ہے۔ "اسلام میں اس کا کچھ حصہ نہیں جو نماز نہ پڑھتا ہو" نماز پڑھنا کتنی بڑی دولت اور کیسی نیک بختی ہے اور نماز چھوڑنا کتنی بڑی ہلاکت اور کیسی بدبختی ہے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لئے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی یہ ایک حدیث اور سنیئے۔

ایک دن رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے نماز کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کہ جو کوئی نماز کو اچھی طرح اور پابندی سے ادا کرے گا۔ تو اس کے واسطے قیامت میں وہ نور ہو جائے گی اور اس کے لئے (ایمان و اسلام کی) دلیل ہوگی اور نجات دلانے کا ذریعہ بنے گی اور جو کوئی اس کو خیال سے اور پابندی سے ادا نہیں کرے گا۔ تو وہ اس کے لئے نہ نور ہوگی اور نہ وہ اس کو عذاب سے نجات دلائے گی اور وہ شخص قیامت میں۔ قارون۔ فرعون، ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ ہوگا۔

ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہیئے کہ اگر ہم نے اچھی طرح اور پابندی سے نماز پڑھنے کی عادت نہ ڈالی تو پھر ہمارا حشر اور ہمارا انجام کیا ہونے والا ہے۔

نماز نہ پڑھنے والوں کی میدان حشر میں رسوائی

نماز نہ پڑھنے والوں کو قیامت کے دن سب سے پہلے جو سخت ذلت و رسوائی اٹھانا پڑے گی۔ اس کو قرآن مجید کی ایک آیت میں اس طرح بیان فرمایا گیا ہے۔

يَوْمَ يُكْشَفُ عَنْ سَاقٍ وَّيُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ فَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ خَاشِعَةً اَبْصَارُهُمْ تَرْهَقُهُمْ ذِلَّةٌ وَّقَدْ كَانُوْا يُدْعَوْنَ اِلَى السُّجُوْدِ وَهُمْ سَالِمُوْنَ (سورہ قلم)

(ترجمہ) جس دن کہ ساق کی تجلی فرمائی جائے گی۔ اور لوگوں کو سجدہ کی طرف بلایا جائے گا۔ پس یہ لوگ سجدہ نہ کر سکیں گے۔ ان کی آنکھیں جھکی ہوئی ہوں گی۔ ان پر ذلت چھائی ہوئی ہوگی اور یہ لوگ (دنیا میں) سجدے کی طرف بلائے جاتے تھے اور وہ صحیح سالم تھے۔"

اس آیت کا مطلب اور خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن جبکہ نہایت سخت گھڑی ہوگی۔ اور شروع دنیا سے لے کر قیامت تک کے سارے انسان محشر میں جمع ہوں گے، تو اللہ تعالےٰ کی ایک خاص تجلی ظاہر ہوگی۔ اس وقت پکارا جائے گا کہ سب اللہ کے حضور سجدہ میں گر جائیں تو جو خوش نصیب دنیا میں نمازیں پڑھتے تھے اور اللہ کو سجدے کیا کرتے تھے وہ تو فوراً سجدہ میں چلے جائیں گے۔ لیکن جو لوگ تندرست اور اچھے بھلے ہونے کے باوجود نمازیں نہیں پڑھتے تھے۔ ان کی کمریں اس وقت تختہ کی مانند سخت کر دی جائیں گی۔ اور وہ کافروں کے ساتھ کھڑے رہ جائیں گے۔ سجدہ نہ کر سکیں گے اور ان پر سخت ذلت و خواری کا عذاب چھا جائیگا اور ان کی نگاہیں نیچی ہوں گی۔ اور وہ آنکھ اٹھا کر

کچھ دیکھ بھی نہ سکیں گے ۔ دوزخ کے عذاب سے پہلے ذلت وخواری کا یہ عذاب انہیں سرمحشر ساری دنیا کے سامنے اٹھانا ہوگا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اس عذاب سے بچائے ۔

دراصل نماز نہ پڑھنے والا شخص ایک طرح سے خدا کا باغی ہے اور وہ جس قدر بھی ذلیل و رسوا کیا جائے اور جتنا بھی اس کو عذاب دیا جائے بلاشبہ وہ اس کا مستحق ہے ۔ امت کے بعض اماموں کے نزدیک تو نماز چھوڑنے والے لوگ دین سے خارج ہیں

ہم سب کو اس طرح سمجھ لینا چاہیے کہ نماز کے بغیر اسلام کا دعویٰ بے ثبوت اور بے بنیاد ہے نماز پڑھنا ہی وہ خاص اسلامی عمل ہے جو اللہ تعالےٰ سے ہمارا تعلق جوڑتا ہے اور ہم کو اس کی رحمت کا مستحق بناتا ہے ۔

نماز کی برکتیں

جو بندہ پانچ وقت اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر ہوکر دست بستہ کھڑا ہوتا ہے ۔ اس کی حمد وثنا کرتا ہے اس کے سامنے جھکتا ہے اور سجدہ میں گرتا ہے اور اس سے دعائیں کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاص محبت و رحمت کا مستحق ہوجاتا ہے اور ہر ہر وقت کی نماز سے اس کے گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کے دل میں نورانیت پیدا ہوتی ہے اور اس کی زندگی گناہوں کے میل کچیل سے پاک صاف ہوجاتی ہے ۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک مرتبہ بڑی اچھی مثال دے کر فرمایا

" بتلاؤ اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر جاری ہو جس میں وہ ہر روز میں پانچ دفعہ نہاتا ہو تو کیا اس کے جسم پر کچھ بھی میل کچیل رہے گا ؟ (لوگوں نے عرض کیا حضور کچھ بھی نہیں رہے گا) آپ نے ارشاد فرمایا پس پانچوں نمازوں کی مثال یہی ہے ۔ اللہ تعالےٰ ان کی برکت سے گناہوں اور خطاؤں کو مٹا دیتا ہے "

جماعت کی تاکید اور فضیلت اور خشوع وخضوع کی اہمیت

رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی احادیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ نماز کی اصل فضیلت اور برکت حاصل ہونے کے لئے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا بھی شرط ہے اور اس کی اتنی سخت تاکید ہے کہ جو لوگ غفلت سے یا سستی سے جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے ان کے متعلق حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ایک دفعہ ارشاد فرمایا تھا ۔

" میرا جی چاہتا ہے کہ میں ان کے گھروں میں آگ لگوا دوں " بس اسی ایک حدیث سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جماعت کا چھوڑنا اللہ اور رسول کو کس قدر ناپسند ہے اور صحیح حدیث میں آیا ہے کہ " جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب تنہا پڑھنے سے ۲۷ گنا زیادہ ہوتا ہے "

پابندی کے ساتھ جماعت سے نماز پڑھنے میں آخرت کے ثواب کے علاوہ اور بھی بڑے بڑے فائدے ہیں ۔ مثلاً یہ کہ جماعت کی پابندی سے آدمی میں وقت کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے ۔ دن رات میں پانچ دفعہ محلہ کے سب مسلمان بھائیوں کا ایک جگہ اجتماع ہو جاتا ہے جس سے بڑے بڑے فائدے اٹھائے جاسکتے ہیں ۔ جماعت کی پابندی سے نماز کی پوری پابندی نصیب ہوجاتی ہے اور جو لوگ جماعت کی پابندی نہیں کرتے اکثر دیکھا گیا ہے کہ نمازیں کثرت سے قضا ہوتی ہیں ۔ اور ایک بہت بڑا فائدہ یہ ہے کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے والے ہر آدمی کی نماز پوری جماعت کی نماز کا جزء بن جاتی ہے جس میں اللہ کے ایسے نیک اور صالح بندے بھی ہوتے ہیں جن کی نمازیں بڑی اچھی خشوع و خضوع والی ہوتی ہیں ۔ اور اللہ تعالےٰ ان کو قبول فرماتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی شان کریمی سے یہی امید ہے کہ جب وہ جماعت کے کچھ لوگوں کی نمازیں قبول فرمائیگا ۔ تو ان ہی کے ساتھ نماز پڑھنے والے دوسرے لوگوں کی بھی قبول فرمائے گا اگرچہ ان کی نمازیں اس درجہ کی نہ ہوں ۔

ع " بداں را بہ نیکاں بہ بخشد کریم "

پس ہم میں سے ہر شخص کو سوچنا چاہیئے کہ بلا کسی سخت مجبوری کے جماعت کھو دینا کتنے بڑے ثواب سے اور کتنی برکتوں سے اپنے کو محروم کر دینا ہے ۔

خشوع وخضوع

خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے نماز اس کی بڑائی وعظمت کے خیال سے سہما ہوا ہو جیسے کوئی مجرم کسی بڑے سے بڑے حاکم و بادشاہ کے سامنے کھڑا ہوتا ہے ۔ کھڑا ہو تو خیال کرے کہ میں اپنے اللہ کے سامنے حاضر ہوں اور اس کی تعظیم میں کھڑا ہوں ۔ رکوع کرے تو خیال کرے کہ میں اسی کے آگے جھک رہا ہوں ۔ اسی طرح جب سجدہ کرے تو خیال کرے کہ میں اس کے حضور میں سجدہ کر رہا ہوں اور اس کے سامنے اپنی ذلت اور عاجزی ظاہر کر رہا ہوں ۔ اور بہت اچھا تو یہ ہے کہ کھڑے ہونے کی حالت میں اور رکوع و سجدہ میں جو کچھ پڑھے اس کو سمجھ کر پڑھے ۔ دراصل نماز کا اصلی مزہ جب ہی ہے کہ جو کچھ اس میں پڑھا جائے اس کے معنے مطلب سمجھ کر پڑھا جائے (نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کے معنی یاد کر لینا بڑا آسان ہے)

نماز میں خشوع وخضوع اور اللہ تعالےٰ کی طرف دل کی توجہ دراصل نماز کی روح اور اس کی جان ہے ۔ اور اللہ کے جو بندے ایسی نماز پڑھیں ان کی نجات اور کامیابی یقینی ہے ۔ قرآن شریف میں ہے ۔

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلٰوتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝

(ترجمہ) کامیاب اور بامراد ہیں وہ ایمان والے جو اپنی نمازیں خشوع کے ساتھ ادا کرتے ہیں ۔

اور ایک حدیث شریف میں ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ارشاد فرمایا ۔

" پانچ نمازیں اللہ تعالےٰ نے فرض کی ہیں جس نے اچھی طرح ان کے لئے وضو کیا اور ٹھیک وقت پر ان کو پڑھا اور رکوع سجدہ بھی جیسے کرنا چاہیئے ویسے ہی کیا ، اور ان کو خوب خشوع کے ساتھ ادا کیا تو ایسے شخص کے لئے اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اس کو بخش دے گا ۔ اور جس نے ایسا نہ کیا (یعنی جس نے اتنی اچھی طرح نماز نہ پڑھی) تو اس کے لئے اللہ کا کوئی وعدہ نہیں ہے ۔ چاہے گا تو اس کو بخش دے گا ۔ اور چاہے گا تو سزا دے گا "

پس اگر ہم چاہتے ہیں کہ آخرت کے عذاب سے نجات پائیں اور اللہ تعالےٰ ضرور ہم کو بخش دیں تو ہمیں چاہیئے کہ اس حدیث شریف کے مضمون کے مطابق پانچوں وقت کی نماز ہم اچھے سے اچھے طریقے سے پڑھا کریں ۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو نمازی بننے اور صحیح طریق پر نماز پڑھنے کی توفیق بخشے ۔ آمین ۔

ضروری گزارش

قارئین کرام سے التماس ہے کہ وہ ادارہ سے خط وکتابت اور منی آرڈر کرتے وقت اپنے

خریداری نمبر

کا حوالہ ضرور دیں ۔ تاکہ آپ کے ارشادات کی جلدی تعمیل ہو سکے ۔

۲ ۔ اگر آپ کے پتے کی چٹ پر سرخ نشان (××) ہے تو اس کا مطلب ہے کہ جناب کا چندہ ختم ہوچکا ہے ۔ اس کار خیر کے لئے چندہ بھجوا دیں ۔

حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ

کی خدمت میں خط لکھتے وقت خط مختصر لکھیں ۔ احباب لمبی کہانیاں لکھنے سے گریز فرمائیں ۔

جواب طلب امور

کے لئے جوابی خط یا لفافہ آنا ضروری ہے ۔

(سرکولیشن مینیجر)

شیخ سعدی کے والد کا نام "عبداللہ" تھا۔ وہ بہت باخدا نیک، عابد، زاہد انسان تھے شاہ فارس "اتابک سعد زنگی" کے یہاں کسی خدمت پر مامور تھے۔ عبداللہ کے ہاں ۵۷۱ھ مطابق ۱۱۷۵ء میں وہ نامور بچہ شیراز کے شہر میں پیدا ہوا جو بڑا ہو کر سعدی کے نام سے مشہور ہوا، سعدی کا نام باپ نے مصلح الدین رکھا تھا، جب بڑا ہوا۔ تو اپنے باپ کے آقا اور شیراز کے بادشاہ "اتابک سعد زنگی" کے نام پر اپنا تخلص "سعدی" قرار دیا۔ اور یہ تخلص اس قدر مشہور ہوا، کہ آج بہت کم لوگ ہیں۔ جو سعدیؒ کا اصل نام جانتے ہوں۔ باپ نے سعدیؒ کو صغر سنی سے صوم و صلوٰۃ کی تعلیم دی تھی، اور برابر اسے خدا کی عبادت اور نیکی کی تعلیم دیتا رہتا تھا۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ سعدی بچپن میں ساری ساری رات عبادت کرتا اور قرآن مجید پڑھتا رہتا تھا، باپ بہت سختی کے ساتھ اس کے اخلاق و عادات کی بھی نگہداشت کرتا تھا نہ آوارہ پھرنے دیتا۔ نہ بُرے لوگوں کے ساتھ کھیلنے دیتا۔ نہ فضول باتوں میں وقت ضائع کرنے دیتا سعدی خود لکھتا ہے، کہ ایک دفعہ رات میں تہجد کی نماز پڑھنے کے لئے اٹھا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ باقی گھر والے پڑے سو رہے ہیں۔

میں نے اپنے باپ سے کہا کہ یہ لوگ تو ایسے سو رہے ہیں، جیسے مردے ہوں! ان کو اس کی پروا نہیں، کہ اُٹھ کر خدا کی عبادت کریں۔

میرے باپ نے جواب دیا، "بیٹا! اس عبادت سے لاکھ درجہ یہ بات بہتر تھی، کہ تو بھی سویا رہتا تاکہ ان لوگوں کی غیبت سے بچ جاتا۔"

لیکن افسوس ہے کہ باپ کا انتقال سعدی کے بچپن میں ہو گیا۔ البتہ والدہ جوانی تک زندہ رہیں اگرچہ اس زمانہ میں شیراز علم و فضل کا مرکز تھا، بڑے بڑے عالم، فاضل یہاں موجود تھے، سرکاری مدرسے بھی کھلے ہوئے تھے۔ مگر باشندوں کو اطمینان حاصل نہ تھا۔ کیونکہ آئے دن قرب و جوار کے بادشاہ شیراز پر حملہ کرتے اور قتل و غارت کا بازار گرم کرتے رہتے تھے، ایسی بے اطمینانی کی حالت میں سعدی کے لئے شیراز میں رہ کر علم حاصل کرنا بہت دشوار تھا، مگر تحصیل علم کا جذبہ اس کے دل میں بہت تھا، مجبوراً اس نے وطن کی محبت پر علم کے شوق کو ترجیح دی، اور پڑھنے کے لئے بغداد چلا گیا جو اس وقت دنیائے اسلام میں علم کا سب سے بڑا مرکز تھا، اور یہاں کی یونیورسٹی دنیا میں مشہور تھی۔ جس کا نام "نظامیہ" تھا اور جسے بادشاہ "الپ ارسلان" کے نہایت لائق وزیر خواجہ نظام الملک طوسی نے ۴۵۹ھ میں قائم کیا تھا، ہزاروں بڑے بڑے نامور اس جامعہ سے تعلیم پا کر نکلے، اور تمام دنیا میں مشہور ہوئے شیخ سعدی نے بھی جامعہ نظامیہ میں تعلیم پائی۔

علامہ ابوالفضل عبدالرحمٰن ابن جوزیؒ "ملقب بہ جمال الدینؒ"، اور "ابوالفرج ابن جوزیؒ" ملقب بہ "شمس الدینؒ" رحمن کا وصال ۱۶ رجون ۱۲۰۱ء مطابق ۱۲ ررمضان ۵۹۷ھ کو ہوا۔ اور بغداد میں مدفون ہوئے۔

ان کے دادا کا نام علی اور والد ماجد کا نام جوزی تھا "تلبیس ابلیس" آپ ہی کی تصانیف سے ہے

آپ کے مشہور اساتذہ میں سے علامہ ابوالفضل عبدالرحمٰن بن جوزیؒ جو علم کا بیکراں سمندر تھے اور بے شمار کتابیں اپنی یادگار میں چھوڑی ہیں، ان کی تصنیفات کی کثرت کا یہ حال تھا کہ جب مرنے لگے۔ تو وصیت کی۔

"کہ عمر بھر قلم تراش تراش کر جو حدیثیں میں لکھتا رہا۔ ان کا تراشا ایک کونہ میں جمع کرتا رہا ہوں۔ میرے مرنے کے بعد میرے غسل کے لئے جو پانی گرم کیا جائے۔ وہ اسی تراشے سے کیا جائے۔"

وہ تراشا اس قدر زیادہ تھا، کہ پانی گرم کرنے کے بعد بھی بچ رہا۔ . . . . . . اللہ اکبر!

جامعہ بغداد میں سعدی نہایت ہوشیار اور لائق طالب علموں میں شمار ہوتا تھا، وہ بہت خوش مذاق خوش تقریر، خوش تحریر اور ذکی تھا، یہاں تک کہ دوسرے طلباء اس کی ذہانت و فطانت اور خوش بیانی پر رشک کرتے تھے۔

ایک دفعہ اپنے پروفیسر سے سعدی نے شکایت کی کہ فلاں طالب علم مجھے دیکھ کر حسد سے جلا مرتا ہے۔"

پروفیسر نے کہا:۔ "تم دوسرے کے حسد کی تو شکایت کرتے ہو اور اپنی غیبت و بدگوئی کی خبر نہیں لیتے! تم دونوں خدا کے ہاں گنہگار ہوئے، وہ تم پر حسد کر کے اور تم اس کی غیبت کر کے۔"

اس وقت کا بغداد شان و شوکت، عظمت وسعت، خوبصورتی و دلفریبی، علم و دولت اور سامان عیش و عشرت کی زیادتی میں دنیا بھر میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا تھا، یہاں پانچ سو برس سے مسلمانوں کا ایک خاندان جو آں حضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) کے عم محترم حضرت عباسؓ کی اولاد سے تھا۔ اور اسی وجہ سے بنی عباس کہلاتا تھا، حکومت کرتا تھا۔

سعدی جس زمانہ میں بغداد میں پڑھتا تھا، انہی ایام میں تاتاری ڈاکوؤں نے جو درندوں اور بھیڑیوں کی مانند خونخوار تھے، اور جن کا سردار "ہلاکو خاں" تھا بغداد پر حملہ کیا۔ اور اس کا ستیاناس کر کے رکھ دیا لاکھوں آدمیوں کو مار ڈالا۔ کروڑوں روپے کا مال و اسباب لوٹ لیا، خلیفہ کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا شہزادوں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا، شہزادیوں کو لونڈیاں بنا لیا۔ اس ہولناک نظارہ کو دیکھ کر سعدیؒ کا دل بہت زیادہ متاثر ہوا۔ اور خلق خدا کی بھلائی۔

شیخ سعدیؒ

غرباء سے ہمدردی۔ حاجت مندوں کی اعانت اور دوسروں کے غم کو اپنا غم، اور دلسوزی و جانسپاری سعدی کی فطرت ثانیہ بن گئی۔ اس نیک جذبہ کا اثر تھا۔ کہ وہ بے دھڑک امراء اور بادشاہوں کو ان کی غلطیوں پر ٹوک دیتا تھا، حالانکہ امراؤ بادشاہوں کو نصیحت کرنے سے زیادہ خطرناک کام اس زمانہ میں کوئی اور نہ تھا۔ لیکن سعدی نے اس معاملہ میں کبھی جان کی پروا نہ کی اور بادشاہوں کو برملا ان کے منہ پر نصیحتیں کیں۔

ایک دفعہ ہلاکو خاں کے بیٹے سلطان اباقا خان نے سعدیؒ سے کہا۔ کہ مجھے کوئی نصیحت کیجئے۔

سعدیؒ نے جواب دیا: کہ "دنیا سے تمہارے ساتھ سوائے نیکی یا بدی کے اور کچھ نہ جائے گا۔ اب تمہیں اختیار ہے چاہے اپنے ساتھ بدی لے جاؤ یا نیکی۔ . . . ."

اسی طرح دمشق کی جامع مسجد میں عرب کے ایک ظالم بادشاہ نے سعدی سے کہا، کہ آپ میرے لئے دعا کریں۔ ایک زبردست دشمن مجھ پر حملہ کرنا چاہتا ہے۔

سعدی نے جواب دیا۔ بے بس رعیت پر رحم کر۔ تاکہ زبردست دشمن سے تجھے امن میں رکھے۔ مخلوق سے بدی کر کے خالق سے مہربانی کی توقع رکھنا، بڑی بے ہودہ بات ہے۔"

ایک ظالم امیر نے سعدی سے پوچھا۔ کہ میرے لئے سب سے بڑی نیکی کیا ہے؟

سعدیؒ نے فوراً جواب دیا:۔ "دوپہر تک سونا، تاکہ خلقت تیرے ظلم سے بچی رہے۔"

سعدی نے نظامیہ یونیورسٹی میں جو تعلیم حاصل کی۔ اس نے اُسے دینیات کا فاضل، تصوف کا ماہر اور ایک زبردست ادیب بنا دیا تھا، بحث اور مناظرہ کی اس میں بہت عمدہ قابلیت پیدا ہو گئی تھی ۔۔۔ اس سلسلہ میں سعدیؒ کی زندگی کا ایک واقعہ دلچسپی سے خالی نہ ہو گا۔ سعدیؒ کا گزر ملک شام کے ایک شہر میں ہوا۔ جہاں قاضی شہر کی مجلس جم رہی تھی۔ شہر بھر کے عالم و فاضل شرفاء اور

لہ
مسـ
ع

حکیم غلا
گوجر

شیرازیؒ

[...] سروری القادری
[...]ھنگ)

امرا نہایت وقار سے بیٹھے تھے، سعدیؒ سوءِ اتفاق کہ اس وقت میلے کچیلے کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ چہرہ خاک آلودہ تھا، پاؤں میں جوتی بھی نہ تھی، مگر سعدی نے کسی بات کی پروا نہ کی۔ اور بے دھڑک امرار کے پاس جا بیٹھا۔

ایک بالکل معمولی حیثیت کے اجنبی آدمی کو جو خادموں اور غلاموں نے اس طرح امیروں کے ساتھ بیٹھے دیکھا، تو جھٹ وہاں سے اٹھا دیا، اور بیچارے کو بڑی مشکل سے جوتیوں میں جگہ ملی۔

اس وقت مجلس میں کسی علمی مسئلہ کے متعلق زور شور سے بحث ہو رہی تھی، مگر کسی طرح فیصلہ نہ ہو پاتا تھا۔ جب سعدی نے یہ دیکھا تو بلند آواز سے کہا۔ "کہ اگر مجھ غریب کو بولنے کی اجازت دی جائے۔ تو میں اس مسئلہ کے متعلق کچھ عرض کروں، یہ کہہ کر نہایت فصیح و بلیغ تقریر کی اور مسئلہ حل کر کے رکھ دیا کہ سارا مجمع حیران و ششندر رہ گیا، شہر کا قاضی بے اختیار اٹھا۔ اپنا عمامہ سر سے اتارا۔ اور سعدی کے قدموں میں ڈال دیا۔

پھر کہنے لگا۔ میری جگہ چل کر تشریف رکھئے۔

سعدیؒ نے کہا: وہ غرور و تکبر کی جگہ تمہیں ہی مبارک ہو۔ میں اس کے لائق نہیں، جب میں لباس فاخرہ پہن کر اس مقام پر بیٹھوں گا تو پھٹے پرانے کپڑے پہننے والوں سے میں بھی تمہاری مانند نفرت کروں گا"۔

یہ کہا اور وہاں سے چل دیا۔

سعدی کے علم و فضل کا اندازہ اس سے لگایئے کہ وہ مختلف ممالک کی اٹھارہ زبانوں سے واقف تھا اور ان میں اپنا مافی الضمیر بخوبی ادا کر سکتا تھا،

سعدی جہاں اعلیٰ درجہ کا شاعر تھا۔ زبردست مقرر، مقبول ترین مصنف، بلند پایہ انشا پرداز، نامور صوفی اور بلا کا ذہین منطقی اور فلسفی تھا، وہاں دنیا کے بہت بڑے سیاحوں میں سے ایک تھا۔ اس نے اپنی زندگی کے تیس برس سیاحت میں بسر کئے، اور اس وقت کی تمام مہذب دنیا کی خوب سیر کی تھی۔

اس کے سفروں کے متعلق "مولانا الطاف حسین حالی لکھتے ہیں "کہ نظامیہ بغداد سے نکلنے کے بعد وہ مشرق میں خراسان، ترکستان اور تاتار تک گیا ہے۔ اور بلخ و کاشغر وغیرہ میں عرصہ تک مقیم رہا ہے۔ جنوب میں سومنات کے مندر تک آیا (جو کاٹھیاواڑ میں واقع ہے) اور مدت تک یہاں ٹھہرا رہا۔

سومنات سے مغربی ہندوستان میں پھر کر دریا کی راہ سے عرب چلا گیا۔ شمال اور مغرب کی طرف عراق عجم، آذربائیجان عراق عرب، شام، فلسطین اور ایشیائے کوچک میں بارہا اس کا گذر ہوا ہے۔ تبریز، بصرہ، کوفہ، بیت المقدس طرابلس الشرق۔ دمشق۔ دیار بکر اور اقصائے روم کے مختلف شہروں اور قریوں میں مدت دراز تک اس کی آمد و رفت رہی ہے۔

مغرب کی جانب اس کا عرب اور افریقہ کے مختلف علاقوں میں جانا اور وہاں ٹھہرنا معلوم ہوتا ہے۔ ہندوستان سے واپسی کے وقت یمن میں جانا۔ صنعاء میں قیام کرنا حجاز میں پہنچنا۔ اسکندریہ مصر، حبش کو دیکھنا۔ اس کے کلام سے ثابت ہے اکثر تذکرہ نویسوں کا بیان ہے کہ سعدی نے مکہ معظمہ کے چودہ حج پا پیادہ کئے۔

اس طول و طویل سیر و سیاحت کے زمانہ میں سعدی پر ایسے اوقات بھی گذرے ہیں کہ نہ سر پر کلاہ تھا۔ نہ پاؤں میں پاپوش۔ اور نہ بدن پر پورا لباس تھا۔

اس نے اپنے اکثر سفر ایسی ہی بے سر و سامانی کی حالت میں کئے ہیں اور راستہ میں سخت تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کی ہیں۔ مگر ایسے سخت اوقات میں بھی اس نے اپنے وقار، عزت اور خودداری کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ نہ سفر میں کبھی کسی سے ایک پیسہ کا طالب ہوا۔ نہ اپنے میزبانوں پر کبھی بار خاطر ہوا ——!

ایک مرتبہ سکندریہ گیا۔ تو وہاں سخت قحط پڑا ہوا تھا، شہر کا ایک ہیجڑا اتفاق سے بہت امیر تھا۔ اور پردیسیوں اور مسافروں کی کھانے کپڑے سے مدد کرتا رہتا تھا۔

لوگوں نے سعدی سے بھی کہا، کہ "تم اس کے پاس جاؤ اور کچھ رقم لے آؤ . . . . ." سعدی نے جواب دیا۔ کہ "شیر اگر بھوک سے ہلاک بھی ہو جائے تب بھی ہرگز کتے کا جھوٹا نہ کھائے گا . . . !"

سعدی نے ان ایام سفر میں کبھی زمانہ کی شکایت نہیں، اور ہر تکلیف کو صبر کے ساتھ سہا۔ مگر ایک دفعہ اس کا دامن استقلال ہاتھ سے چھوٹ گیا، کیوں کہ پاؤں میں جوتی نہ تھی، اور جیب میں اتنے پیسے تھے کہ جوتی خرید کر سکتا، پیدل چلتے چلتے پاؤں لہولہان ہو گئے تھے، اس لئے بے حد غمگین اور مضمحل تھا، اسی حالت میں کوفہ کی جامع مسجد میں پہنچا۔ وہاں دروازے ہی پر ایک غریب شخص بیٹھا ہوا تھا۔ جس کے دونوں پاؤں کٹے ہوئے تھے، سعدی اسے دیکھ کر بے اختیار سجدے میں گر پڑا، اور کہنے لگا:۔

خدایا! تیرا ہزار ہزار شکر ہے، میرے
پاؤں تو ہیں۔ جوتی نہیں ہے تو نہ سہی"۔

ایک مرتبہ جب سعدی فلسطین میں سفر کر رہا تھا، تو اس زمانہ میں وہاں بیت المقدس کے لئے عیسائیوں اور مسلمانوں میں لڑائیاں ہو رہی تھیں اتفاق سے سعدی عیسائیوں کے ہاتھ پڑ گیا، اور انہوں نے اسے غلام بنا کر خندق کھودنے کے کام پر لگا دیا۔ اسی دوران میں حلب کے ایک معزز سوداگر کا ادھر سے گذر ہوا، وہ سعدی سے واقف تھا، اسے اس حالت میں دیکھ کر سوداگر کو بڑا رحم آیا۔ عیسائیوں کو دس اشرفیاں دے کر سعدی کو چھڑا لیا اور اپنے ساتھ حلب لے گیا، اور اپنی بیٹی سے اس کی شادی کر دی، مہر ایک سو اشرفیاں قرار پایا۔

مگر لڑکی بڑی بد دماغ، متکبر اور مغرور تھی۔ ایک روز غصہ میں آ کر کہنے لگی، "تم وہی نہیں جس کو میرے باپ نے دس اشرفیوں میں عیسائیوں سے خریدا تھا"۔

سعدی نے کہا:۔ "ہاں ٹھیک ہے! دس اشرفیوں میں عیسائیوں سے مجھے خریدا تھا اور سو اشرفیوں میں تمہارے ہاتھ بیچ ڈالا"۔

دنیا کے اکثر ممالک کی سیاحت کرنے کے بعد آخری عمر میں سعدی وطن میں آیا اور پھر یہیں مستقل سکونت اختیار کر لی۔

اس وقت قتلغ خاں ابوبکر بن سعد زنگی شیراز کا بادشاہ تھا، اس نے عدل و انصاف، رعایا پروری اور حسن انتظام سے شیراز کو دوبارہ نہایت آباد اور پر رونق کر دیا تھا، خانقاہیں۔ عبادت خانے، مدرسے اور مسجدیں جو آئے دن کے حملوں سے ویران ہو گئی تھیں۔ اس کے عہد میں دوبارہ آباد ہو گئیں اور اس کے عہد میں شیراز نہایت شان و شوکت کا شہر بن گیا۔

جب سعدی نے سنا، کہ وطن دوبارہ آباد ہو گیا ہے تو اسے بھی وطن کی محبت نے بے چین کیا اور وہ شام سے عراق عجم ہوتا ہوا۔ اصفہان میں ٹھہرتا ہوا شیراز پہنچ گیا، یہاں آیا۔ تو بادشاہ نے بھی اس کی تعظیم و تکریم کی، اور شہر کے باشندے بھی اس سے بڑے ادب اور عقیدت سے پیش آئے اس کے قیام اور اس کی خانقاہ کا سارا خرچ "خواجہ شمس الدین الدین جوینی" وزیر السلطنت اور علاءالدین جوینی" گورنر بغداد نے اٹھایا۔ ان دونوں بھائیوں کو سعدی سے انتہا درجہ کی محبت اور بے حد عقیدت تھی۔

(باقی صفحہ ۱۸ پر)

اعمال کی سزا و جزا

محمد عظمت اللہ علوی از بہاولپور

قرآن مجید میں مختلف عنوانات سے انسانی اعمال کے اثرات و ثمرات بیان فرمائے گئے ہیں اور یہ بھی تفصیلاً ظاہر کر دیا گیا ہے کہ دنیوی اور اُخروی راحت و آرام اور شر و فساد کا سبب ہونے میں بشری عمل کو بہت ہی زیادہ دخل ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:۔

۱۔ فَلَمَّا عَتَوْا عَمَّا نُهُوا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُونُوا قِرَدَةً خَاسِئِينَ ۝ جب ان لوگوں نے سرکشی اختیار کی۔ جس چیز سے ان کو منع کیا گیا تھا۔ سو ہم نے ان کو کہا۔ کہ ہو جاؤ بندر ذلیل۔ صاف ظاہر ہے کہ سرکشی سبب ذلت ہوئی ؛

۲۔ فَلَمَّا آسَفُونَا انْتَقَمْنَا مِنْهُمْ ط جب انہوں نے ہم کو ناخوش کیا۔ ہم نے ان سے بدلہ لیا۔ صاف ظاہر ہے، خدا کی ناخوشی سبب انتقام ہوئی ؛

۳۔ إِنْ تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَلْ لَكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنْكُمْ ط اگر تم لوگ اللہ سے ڈرو۔ تو اللہ تعالیٰ تمہارے لئے فیصلہ کر دیں اور دور کر دیں تم سے تمہاری برائیاں یعنی مسلمانوں کی دینی و دنیوی کامیابی ان میں سے مضرات کامٹ جانا خدائی گرفت سے ڈرنے پر موقوف ہے ؛

۴۔ وَأَلَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُمْ مَاءً غَدَقًا اگر وہ لوگ مستقیم رہتے راہ پر البتہ پینے کو دیتے ہم ان کو پانی بہ کثرت۔

خدائی احکام جو راہ مستقیم ہے اس پر جمے رہنے سے پانی جیسی عظیم ترین نعمت بکثرت ملنے کا وعدہ ہوا۔ تو اور کونسی نعمت عطا نہ ہوگی ؛

۵۔ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ فَإِخْوَانُكُمْ فِي الدِّينِ ط اگر وہ لوگ توبہ کریں اور زکوٰۃ کو ادا کریں، تو وہ تمہارے بھائی ہیں۔

یہ حقیقت ہے کہ صحیح معنی میں نماز پڑھنے والا تمام احکام اسلامی پر ہوگا، یا کم از کم عمل کی کوشش کرے گا، اور زکوٰۃ کے ادا کرنے والے کے دل میں بجائے مال کی محبت کے خدائی وعید کا خوف اور حقوق العباد کے ادا کرنے کا جذبہ پیدا ہوگا۔ یہ ہی دو چیزیں ہیں۔ جو انسانی شر و فتن کو نیست و نابود کر کے اخوت کا رشتہ قائم کرتی ہیں ؛

۶۔ ذَٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ أَيْدِيكُمْ ط

یعنی یہ سزا اور بہ سبب ان اعمال کے ہے جو تمہارے ہاتھوں نے آگے بھیجے ہیں۔

اُخروی سزا کا سبب وہ اعمال بنے جو انسان دنیوی زندگی میں اپنے ہاتھوں سے کرتا ہے ؛

۷۔ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔

یہ جزا بہ سبب ان کے اعمال کے ہے جو تم کرتے تھے۔

۸۔ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا

یہ سزا بہ سبب اس کے ہے کہ انہوں نے ہماری نشانیوں کا انکار کیا۔ خدائی احکام و نشانات سے انکار اُخروی عذاب کا سبب بنا۔

(۹) فَعَصَوْا رَسُولَ رَبِّهِمْ فَأَخَذَهُمْ ط

انہوں نے نافرمانی کی اپنے پروردگار کے رسول کی پس پکڑ لیا ان کو۔

ہر زمانہ میں وقتی رسالت کی نافرمانی بھی عذاب کا سبب بنی۔ اسی طرح اختتام رسالت کا انکار یا حکم کی نافرمانی خدائی ناراضگی کا سب سے بڑا سبب ہے ؛

(۱۰) فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا مِنَ الْمُهْلَكِينَ ط

ان لوگوں نے موسیٰ اور ہارون علیہم السلام کی تکذیب کی پس ہوئے ہلاک کئے ہوؤں سے یعنی رسالت کی تکذیب تباہی کا سبب بنی ؛

(۱۱) فَلَوْلَا أَنَّهُ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِينَ لَلَبِثَ فِي بَطْنِهِ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ ط

اگر یونس علیہ السلام تسبیح کرنے والوں سے نہ ہوتے تو بھیڑے رہتے مچھلی کے پیٹ میں قیامت تک ؛

یعنی جس طرح یونس علیہ السلام کی رہائی کا سبب خدا کی تسبیح و تقدیس اسی طرح ہر بلا و ہر مصیبت سے نجات حاصل کرنے کا سب سے اعلیٰ ذریعہ خدائی احکام پر عمل اور اس کی توحید و تقدیس و تسبیحات ہیں۔ ان کے بغیر ان کے سوا رہائی مشکل ہے ؛

(۱۲) وَلَوْ أَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهِ لَكَانَ خَيْرًا لَهُمْ۔ اگر وہ لوگ کی ہوئی نصیحتوں پر عمل کرتے تو ان کے لئے بہتر ہوتا ؛

یعنی امر پر مامور کو عمل کرنا ہی اس کی کامیابی اور شادمانی کا سب سے اعلیٰ سرمایہ ہے ؛

ان تمام آیات سے یہ بات روز روشن کی طرح صاف ظاہر ہوگئی۔ کہ انسانی اعمال کی سزا و جزا دنیوی و اخروی میں کتنا مضبوط ربط و علاقہ ہے، اب اس بحث کو حصول میں تقسیم کر کے بیان کر دینا بفضلہ نفع سے خالی نہ ہوگا۔ لہٰذا اول تو نمبروار خدا کی نافرمانیوں کے اثرات و نتائج ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں، اور دوسرے نمبر پر حسنات کے اثرات و برکات آیات قرآنی سے ثابت کروں گا۔ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ الْعَظِيمِ ۝

۱۔ خدا کی نافرمانی کا ایک اثر تو یہ ہے کہ انسان علم سے محروم ہو جاتا ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کیوں کہ علم دین ایک باطنی نور ہے اور معصیت کی تند ہوا سے یہ بجھ جاتا ہے۔ کتابوں میں لکھا ہے کہ امام مالکؒ، امام شافعیؒ کو وصیت یہ فرمائی تھی، کہ میں دیکھتا ہوں، اللہ تعالیٰ نے تمہارے قلب میں ایک نور ڈالا ہے۔ سو تم اس کو تاریکی سے مت بجھا دینا ؛

۲۔ معصیت سے رزق میں کمی آجاتی ہے۔ جیسے کہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے إِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيبُهُ۔ بیشک آدمی محروم ہو جاتا ہے، رزق سے گناہ کے سبب جس کو وہ اختیار کرتا ہے ؛

ابن ماجہ میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ ہم دس آدمی دربار رسالت میں حاضر تھے۔ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ پانچ چیزیں ہیں، میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں۔ کہ تم لوگ ان کو پاؤ۔ جب کسی قوم میں بے حیائی کے افعال علی الاعلان ہونے لگیں گے، تو قوم طاعون میں مبتلا ہو گئی اور ایسے لوگ ایسی ایسی بیماریوں میں گرفتار ہونگے، جو ان کے بڑوں کے وقت میں کبھی نہیں ہوئیں

۲۔ جب کوئی قوم ناپنے، تولنے میں کمی کرے گی تو قحط، تنگی اور حکام کے ظلم میں مبتلا ہوگی ؛

۳۔ کسی قوم نے زکوٰۃ بند کی۔ تو اس پر باران رحمت بند کر دی جائے گی۔ اگر بہائم نہ ہوتے تو وہ بالکل بارش ہی سے محروم ہو جاتے ؛

۴۔ عہد شکنی کی تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ان پر کسی دوسری قوم کو مسلط فرما دے گا، جو جبراً ان کے اموال پر قبضہ کرے گی ؛

عاصی خدا تعالیٰ سے وحشت کرنے لگتا ہے اور اس کے احکام بجا لانے کے بجائے حیلے بہانے کر کے ان کو ٹالتا رہتا ہے ؛

کسی شخص نے ایک عارف سے اپنی وحشت کی خدائے تعالیٰ سے شکایت کی۔ تو اس عارف نے جواب میں یہ فرمایا۔ جو کسی شاعر نے عربی میں نظم کیا ؎

إِذَا كُنْتَ قَدْ أَوْحَشَتْكَ الذُّنُوبُ

فَدَعْهَا إِذَا شِئْتَ وَاسْتَأْنِسِ

یعنی سبب تجھے وحشت میں ڈالے گناہ تو تجھے یہ منظور کہ یہ وحشت دور ہو، تو گناہ کو چھوڑ دے اور خدا سے انس و محبت حاصل کرلے ؛

۵۔ نافرمانیوں سے ایک اثر یہ بھی ہے۔ کہ لوگوں سے نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور خاص کر نیک لوگوں سے تو بہت دور ہی رہنا پسند کرتا ہے جس کی وجہ سے بزرگان دین سے فیوض و برکات سے ہمیشہ محروم رہتا ہے، ایک بزرگ کا قول ہے کہ مجھ سے کبھی کوئی معصیت سرزد ہو جاتی ہے تو اس کا اثر اپنی بی بی اور بچوں اور جانوروں کے اخلاق میں پاتا ہوں، کہ وہ میرے پوری طرح مطیع نہیں رہتے ؛

۶۔ نافرمانیوں کا ایک اثر یہ ہوتا ہے کہ اکثر کار و بار میں مشکلیں اور رکاوٹیں پیش آتی ہیں جس طرح اطاعت میں ہر کام کی راہیں کھل جاتی ہیں۔ اسی طرح نافرمانیوں میں راہیں بند ہو جاتی ہیں ؛

۷۔ معصیت سے قلب تاریک ہو جاتا ہے، اس تاریکی کا اثر بیشتر چہرے پر عیاں نظر آتا ہے اور اس تاریکی کا انجام اگر توبہ نصیب نہ ہوئی۔ ضلالت و گمراہی اور فسق و فجور جبین و جمیل ہو کر سامنے آجاتے ہیں۔

حضرت عبداللہؓ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نیکی کرنے سے قلب میں نور۔ چہرے پر رونق، رزق میں وسعت، بدن میں قوت لوگوں کے قلوب میں عزت و محبت پیدا ہوتی ہے، بدی کرنے سے چہرہ بے رونق۔ قلب میں تاریکی اور بدن میں سستی رزق میں تنگی۔ لوگوں کے دلوں میں بغض پیدا ہوتا ہے ؛

۸- ایک نقصان یہ بھی ہے کہ معصیت سے دل و جسم میں کمزوری ہمت کی پستی اور رفتہ رفتہ امور خیر کے انجام دینے میں ہمت نہیں رہتی، جیسے کہ کفار فارس کے متعلق آیا ہے کہ وہ کتنے بڑے بڑے جسم والے تھے، لیکن صحابہ رض کے سامنے ان کو بالکل ٹھیرنے کی ہمت نہ رہی ؛

۹- معصیت کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ آدمی اطاعت الٰہیہ سے محروم ہو جاتا ہے، شدہ شدہ تمام بدن شیطانی تسلط اور قبضہ ہو جاتا ہے اور دنیا و دین دونوں ہاتھ جاتے رہتے ہیں ؛

۱۰- معصیت سے عمر میں برکت بھی نہیں رہتی۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ نیکی سے عمر میں ترقی اور برکت ہوتی ہے اسی سے یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی۔ کہ بدی سے عمر میں تنزل اور بے برکتی پیدا ہوتی ہے ؛

۱۱- ایک نقصان یہ بھی ہے کہ ایک معصیت دوسری معصیت کے لئے داعی ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ عاصی معصیت کی گندگی میں ملوث ہو جاتا ہے اور معصیت اس کی عادت ثانیہ بن کر نیکی کی قدر و قیمت اس کے دل سے نکال دیتی ہے پھر معصیت کے ارتکاب میں بے تکلفی پیدا ہو کر گناہ بے لذت کی شکل سامنے آ جاتی ہے ؛

۱۲- گناہ کرنے سے دل میں جب ایک بے باکی سی ہو جاتی ہے۔ تو اس سے توبہ کا ارادہ کمزور ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ موت آ جاتی ہے اور توبہ کی توفیق نہیں ہوتی ؛

۱۳ معصیت کے ارتکاب سے شروع شروع میں قلب پر حجاب اور خوف سا ہوتا ہے۔ لیکن جوں جوں ترقی ہوتی جاتی ہے، بے خوفی اور بے حیائی پیدا ہوتی جاتی ہے یہاں تک کہ عاصی بجائے ندامت کے خطا پر فخر کرتا ہے اور ہر شخص سے اپنی معصیت کو ذکر کرتا پھرتا ہے۔ اس کے ذکر کا کچھ ہی منشا ہو۔ مگر جو اس کی بات سنتا ہے اس کے دل میں بھی خدا سے بے خوفی اور معصیت کی امنگ پیدا ہوتی ہے اور اسے عاصی کو توبہ نصیب نہیں ہوتی، بلکہ اس کی زندگی سے اور لوگ بھی معصیت کے مہلک امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ سب کے لئے معافی کی امید ہے۔ مگر جو لوگ کھلم کھلا گناہ کرتے ہیں اور یہ بھی کھلم کھلا ہی کرنا ہے۔ کہ اللہ تعالٰی نے تو مستور فرمائی تھی، مگر صبح کو خود اپنے کو فضیحت کرنا شروع کیا۔ کہ میاں فلاں فلاں کام کیا تھا۔ خود اپنی پردہ دری کی۔ حالانکہ اللہ تعالٰی نے چھپا لیا تھا اور کبھی گناہوں کی برائی کم ہوتے ہوتے کفر تک نوبت پہنچ جاتی ہے، بقول ایک بزرگ کہ تم گناہوں سے ڈرتے ہو مجھے کفر کا خوف ہے ؛

۱۴- معصیت میں ایک نقصان یہ بھی ہے کہ ہر ایک معصیت دشمنان خدا میں سے کسی نہ کسی کی میراث ہے۔ تو گویا عاصی خدائی دشمنوں کا کسی نہ کسی کام بد میں وارث بننا چاہتا ہے۔ مثلاً غیر فطری فعل قوم لوط علیہ السلام کا ورثہ ہے۔ کم ناپنا اور کم تولنا قوم شعیب علیہ السلام کا پیشہ ہے، تکبر اور فساد فرعونی قوم و فرعون کا حصہ ہے۔ جبر و تکبر قوم ہود علیہ السلام کا طریقہ ہے علیٰ ھذا القیاس۔ تو خدائی نافرمان ان میں سے کسی نہ کسی قوم کا اپنے آپ کو پیرو بنانا چاہتا ہے ؛

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے۔ کہ مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَھُوَ مِنْھُمْ۔ مسند احمد۔ یعنی جو شخص کسی قوم کی وضع بنائے وہ انہیں میں شمار ہے ؛

۱۵- گناہ ایک ملعون فعل جو قرب خدائی سے عاصی کو دور کر دیتا ہے اور جب دوری ہو گئی، تو بے قدری و خواری لازمی ہے اور جب خالق کے نزدیک بیقدر و خوار ہوا۔ تو تمام مخلوق کی نظروں سے گرنا واجبی امر ہے، جیسے کہ ارشاد ہے۔ مَنْ یُّھِنِ اللّٰہُ فَمَالَہٗ مِنْ مُّکْرِمٍ جس کو اللہ ذلیل کر دے اس کو عزت دینے والا کون ہے

عزیزیکہ از درگہش سر بتافت
بہر در کہ شد ہیچ عزت نیافت

اگر بظاہر ایسے لوگوں کی عزت ان کے شر سے بچنے کے لئے ہوتی ہو، مگر دلوں میں ان کی حقارت ضروری ہے ؛

۱۶- گناہوں کی نحوست کا اثر جیسے عاصی کو پہنچتا ہے اسی طرح دوسری مخلوق کو بھی پہنچتا ہے اور وہ سب چیزیں اس پر لعنت کرتی ہے ؛

۱۷- عاصی کے دماغ اور عقل پر بھی معصیت کا اثر ہو جاتا ہے۔ کیونکہ عقل ایک نور ہے اور معاصی اس کی ضد ہے جب دونوں چیزیں مقابل میں آ گئی۔ تو ان کا اجتماع غیر ممکن ہے۔ لہذا عقل میں فتور پیدا ہو جاتا ہے۔ ایسی صورت میں تمام خوبیاں عاصی کی نظر میں ہیچ نظر آنے لگتی ہیں

۱۸- سب سے بڑا گناہ نقصان دینے والا یہ ہے۔ کہ عاصی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام نے بہت سے گناہوں پر لعنت فرمائی ہے اور جو گناہ ان گناہوں سے بڑھ کر ہیں۔ ان پر تو بدرجہ اولیٰ استحقاق لعنت ہو گا مثلاً حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی اس عورت پر جو گودے اور گودا دے اور جو غیر کے بال اپنے بالوں میں ملا کر دراز کرے اور جو دوسروں سے یہ کام لے اور آپ نے لعنت فرمائی۔ سود لینے والے پر اور دینے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور گواہ پر۔ اور آپ نے لعنت فرمائی حلالہ کرنے والے پر اور جس کے لئے حلالہ ہو، جب کہ حلالہ کو نکاح میں شرط ٹھیرایا جائے اور لعنت فرمائی چور پر اور لعنت فرمائی شراب پینے والے اور پلانے والے اور اس کے نچوڑنے والے پر اور نچڑوانے والے پر اور اس کے خریدنے والے اور فروخت کرنے والے پر اور لعنت فرمائی۔ اس کے دام کھانے والے اور اس کو لاد کر لانے والے پر اور جس کے لئے لادا گیا ہے، اس پر بھی لعنت فرمائی۔ اور لعنت فرمائی۔ اس شخص پر جو اپنے باپ کو برا کہے، اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو جاندار چیز کو فضول نشانہ بنا دے۔ اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو عورتوں کے ساتھ مشابہت کرے اور لعنت فرمائی ان عورتوں پر جو مردوں کی وضع بنائیں اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو دین میں کوئی نئی بات نکالے یا اس شخص کو پناہ دے۔ جو دین میں کوئی نئی بات نکالنے والا ہو اور لعنت فرمائی تصویر بنانے والوں پر۔ اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو قوم لوط کا سا عمل کرے۔ اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو کسی جانور سے صحبت کرے اور لعنت فرمائی اس پر جو کسی جانور کے چہرہ پر داغ لگائے اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو کسی مسلمان کو ضرر پہنچا دے یا اس کے ساتھ فریب کرے اور لعنت فرمائی ان مرد اور عورتوں پر جو قبروں پر جا کر سجدہ کریں، اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو کسی عورت کو اس کے خاوند سے یا غلام کو اس کے آقا سے بھگا کر بھڑکا کر جدا رکھے....

....

.........، اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو اپنی عورت کے پیچھے کے مقام سے صحبت کرے اور لعنت فرمائی اس پر جو اپنے باپ کو چھوڑ کر کسی دوسرے سے اپنی نسبت قائم کرے، اور لعنت فرمائی اس شخص پر جو صحابہ رض کو برا کہے اور فرمایا جو شخص اپنے بھائی مسلمان کی طرف لوہے سے اشارہ کرے اس پر فرشتے لعنت کرتے ہیں اور لعنت فرمائی اللہ تعالٰی اس شخص پر جو زمین میں فساد مچا دے اور قطع رحمی کرے اور اللہ تعالٰی اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دے ؛

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی، اس شخص پر جو رشوت دے یا لے یا درمیان میں پڑے۔ اس قسم کے بہت سے افعال لعنت وارد ہوئی ہے۔

اگر گناہ میں اور بھی کوئی ضرر نہ ہو تو یہ کیا کم بات ہے کہ اللہ تعالٰی اور اس کے رسول مکرم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لعنت مورد ہو نعوذ باللہ ؛

۱۹- عاصی فرشتوں کی دعا سے محروم ہو جاتا ہے جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے :-

اَلَّذِیْنَ یَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَہٗ
یُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّھِمْ وَیُؤْمِنُوْنَ
بِہٖ وَیَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَیْءٍ رَّحْمَۃً
وَّعِلْمًا۔ فَاغْفِرْ لِلَّذِیْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا
سَبِیْلَکَ وَقِھِمْ عَذَابَ الْجَحِیْمِ

خلاصہ جو فرشتے عرش اٹھائے ہوئے ہیں اور جو عرش کے گرد و پیش ہیں وہ تسبیح و تحمید کرتے ہیں اور اللہ تعالٰی پر یقین رکھتے ہیں اور ایمان والوں کے لئے مغفرت مانگتے ہیں۔ کہ یا اللہ آپ کی رحمت اور علم بہت وسیع ہے، ایسے لوگوں کو بخش دیجئے۔ جو آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور آپ کی راہ کی پیروی کرتے ہیں اور ایسے لوگوں کو عذاب جہنم سے بچا لیجئے، اس آیت سے صاف ظاہر ہے۔ کہ فرشتے حاملین عرش ان مومنین کے لئے دعائے مغفرت کرتے ہیں جو اللہ تعالٰی کی بتائی ہوئی راہ (دین) پر چلتے ہیں، اور معاصی و ذنوب میں مبتلا ہو کر راستہ ہی چھوڑ گئے، تو اس دعا کے مستحق کس طرح ہو سکتے ہیں ؛

۲۰- گناہ کرنے سے جہاں آخرت کی نعمتوں سے عاصی محروم رہتا ہے، وہاں دنیا میں بھی بڑی بڑی خرابیوں کا سبب بن جاتا ہے۔ مثلاً پانی نہ برسنا۔ غلہ نہ پیدا ہونا۔ پھلوں کا

ناقص ہو جانا، باہمی فسادات کا مرتکب ہونا وغیرہ جیسا کہ حکم ہے :- ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ ظاہر ہو گیا۔ بگاڑ جنگل میں اور بستی میں بہ سبب ان اعمال کے جن کو لوگوں کے ہاتھ کر رہے ہیں ؛

امام احمدؒ نے ایک حدیث کے ضمن فرمایا ہے کہ میں نے بنی امیہ کے ایک خزانہ میں گیہوں کا دانہ کھجور کی گٹھلی کے برابر دیکھا ہے۔ وہ ایک تھیلی میں تھا، اور اس پر یہ لکھا ہوا تھا، کہ یہ زمانہ عدل میں پیدا ہوتا تھا۔ بعض بزرگوں کی کتابوں میں صحرائی لوگوں کا یہ قول نقل کیا گیا ہے کہ پہلے زمانہ میں پھل اس وقت کے پھلوں سے بڑے ہوتے تھے، جب آخری زمانہ عدل و انصاف کا آوے گا، تو وہ پہلی برکتیں پھر عود کر آئے گی، ایک انار کا دانہ بڑی جماعت کے لئے کافی ہوگا۔ ایک خوشہ انگوری اتنا بڑا ہوگا، کہ ایک اونٹ کا بار ہوگا، اور اب بھی یہ برکتیں لوٹ سکتی ہیں۔ جبکہ عدل و انصاف باہمی صلح وصفائی خداپرستی عام ہو جائے۔ ورنہ آئے دن کی نحوست ہمارے اعمال کا نتیجہ مہر کوئی جانتا ہے

۲۱- نافرمانیوں کا ایک اثر یہ بھی ہے کہ عاصی کی حیا و شرم جاتی رہتی ہے اور غیرت بالکل جاتی رہتی ہے، جب یہی سرمایہ ختم ہو گیا، جو چاہے سو کرے۔ پھر کس کا خیال ؛

۲۲- گناہ کرنے سے حق تعالیٰ کی عظمت اور خوف عاصی کے دل سے محو ہو جاتا ہے۔ جب خدائی عظمت اس کے دل میں نہیں رہتی۔ تو حق تعالیٰ کی نظر کرم سے یہ بھی گر جاتا ہے۔ پھر یہ شخص مخلوق کی نظروں سے بھی گر جاتا ہے ؛

۲۳- عاصی نعمتیں سلب اور مصائب کا ہجوم : بلائیں بے درماں اس کو اس طرح گھیر لیتی ہیں، جس طرح پرندے یا کسی درندے اور چوپائے کو جال۔ حضرت علی رضؓ فرماتے بلاؤں کا نزول بوجہ نافرمانی اور نجات بوجہ توبہ کے ہے بعض اوقات نافرمانوں کو عیش عشرت میں مسرور دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اور کمزور ایمان کی وجہ سے یہی خیال ہوتا ہے کہ عاصی پر جو سزائیں اور وعید آئیں نعوذ باللہ بے جا معلوم ہوتی ہیں۔ حالانکہ اصل وجہ یہ نہیں۔ بلکہ یوں خواللہ راج کہلاتا ہے۔ یہ اور بھی خطرناک بات ہے، ایسے شخص کو قدرت مہلت دیتی ہے۔ تاکہ اچھی طرح صرف اسی دنیا میں اپنا منشا پورا کرے۔ آخر وقت مقرر پر دونوں جہان کی خسران ضروری ہے :- سچ ہے ؎

مچھلی نے پائی ڈھیل اور لقمے پر شاد ہے
صیاد مطمئن ہے کہ کانٹا نگل گئی !

اسی مضمون کو اس آیت شریف میں بیان فرمایا گیا ہے وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ۔ جو مصیبتیں تم پر آتی ہیں۔ وہ تمہارے اعمال کے سبب سے آتی ہیں، اور بہت سی باتوں کو اللہ تعالیٰ درگذر فرما دیتے ہیں۔

اور ارشاد ہے :-

ذَٰلِكَ بِأَنَّ اللَّهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِعْمَةً أَنْعَمَهَا عَلَىٰ قَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

یہ اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی اس نعمت کو نہیں بدلتا۔ جو کسی قوم کو دی ہو۔ یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے ذاتی حالات کو بدل ڈالیں ؛

معلوم ہوا ہے کہ زوال نعمت گناہ ہی سے ہوتا ہے اور عاصی کو کسی مصلحت کے ماتحت کچھ مہلت اور عفوبت بھی ملتی ہے۔ جس کو دیکھ کر کمزور ایمان والے حیرت میں رہ جاتے ہیں ؛

۲۴- خطاکاری اور بدکرداری کی بنا پر بجائے عزت شرافت کے بڑے بڑے القاب ملتے ہیں، مثلاً نیک کاموں کی وجہ سے مومن مطیع۔ ولی مصلح۔ صالح۔ صابر خاشع۔ صائم۔ عابد۔ زاہد۔ خائف، اواب۔ طیب رضی۔ ذاکر۔ شاکر اس قسم کے خطابات سے نوازا گیا تھا لیکن معصیت کے ارتکاب کی صورت میں فاجر۔ فاسق عاصی۔ مخالف۔ زانی۔ قاتل۔ کاذب۔ خائن۔ لوطی۔ قاطع رحم۔ متکبر۔ ظالم۔ ملعون۔ جاہل وغیرہ قبیح۔ ناموں سے مشہور ہو جاتا ہے ؛

۲۵- گناہ کا مرتکب ہونے سے ایک نقصان یہ بھی ہے کہ شیاطین گناہ گار پر مسلط ہو جاتے ہیں اور بجائے نیک صحبت و ہم نشینی کے ایسے لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جو عین شیطان کے مرید ہوتے ہیں۔ کیونکہ اطاعت ایک حصار خداوندی ہے۔ جس میں بندہ محفوظ رہتا ہے، جب اس قلعہ سے باہر نکل گیا۔ تو شیاطین کا شکار ہو گیا سو جس طرح وہ چاہیں۔ اس طرح اس کے ساتھ برتاؤ کریں پھر تو شیطان اس کے تمام اعضا کو اپنی مرضی کے موافق چلاتا ہے ؛

۲۶- گناہ کے ارتکاب پر اگر توبہ نصیب نہ ہوئی۔ تو اسی طریق بد پر موت آجاتی ہے اور معصیت ایسی خوبی کے ساتھ اس پر غالب آتی ہے۔ کہ ہر بدی پر ناز اور غیر کی ہر نصیحت پر اعتراض ہی سوجھتا ہے۔ اگر مرتے وقت تلقین بھی کی جائے، مگر دل میں جو ایسا ہوتا ہے، وہی زبان پر آجاتا ہے ؛

۲۷- عاصی کے دل میں اطمینان نہیں رہتا۔ ہمیشہ پریشان اور حیران رہتا ہے اور یہ فکر دامنگیر رہتی ہے۔ کہ کہیں بے عزتی نہ ہو جائے۔ کوئی دشمن نقصان نہ پہنچائے۔ کوئی مار نہ دے وغیرہ ؛

۲۸- گناہ کرنے سے حق تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی ہو جاتی ہے اور غیروں سے امید باندھنا اس کا وطیرہ ہو جاتا ہے، آخر کلمہ بھی نصیب نہیں ہوتا۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا

یہ وہ چند مضرتیں لکھی گئی ہیں۔ جو خدائی نافرمانیوں سے عاصی کو لاحق ہوتی ہیں اور اسی نوعیت کی اور بھی بکثرت نقصانات ہیں۔ جو بوجہ طوالت چھوڑ دی گئی ہیں،

اب دوسری قسم اطاعت و فرماں برداری پر جو انعامات عطا ہوتے ہیں۔ اختصاراً لکھے جاتے ہیں۔

اطاعت و فرمانبرداری پر جو انعامات دینی و دنیوی عطا ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے، اہل حق سے پوشیدہ نہیں۔ خصوصاً ان جاں نثاروں کے انعامات جنہوں نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرنے کے لئے اپنی جان و مال کی بازی لگا دی۔ یا آئندہ سلف کی طرح لگاتے رہیں گے۔ نمبروار سپرد قلم ہیں ؛

۱- اللہ تعالیٰ اور اس کے برحق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں رزق بڑھتا ہے :

وَلَوْ أَنَّهُمْ أَقَامُوا التَّوْرَاةَ وَالْإِنْجِيلَ وَمَا أُنْزِلَ إِلَيْهِمْ مِنْ رَبِّهِمْ لَأَكَلُوا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ أَرْجُلِهِمْ ؕ

اگر وہ لوگ قائم رکھتے تورات اور انجیل کو اور اس کتاب کو جو اب نازل کی گئی، ان طرف ان کے رب کی جانب سے تو البتہ کھاتے وہ اپنے اوپر سے اور اپنے پاؤں کے نیچے سے ؛

تورات کے وقت اس کے احکام پر اور انجیل کے وقت اس کے حکموں اور قرآن مجید جو تمام ادیان کا خلاصہ ہے اور تکمیل ہے، اس پر عمل کرتے اور اتباع رسالت مآب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں زندگی بسر کرنے اور حق تعالیٰ کی فرماں برداری کو اپنا وطیرہ بناتے ہیں۔ تو ہر طرف سے روزی کے دہانے ان پر کھل جاتے ہیں اور وہ بڑی اچھی زندگی بسر کرتے۔

معلوم ہوا کہ آسمانی اور ارضی برکات اتباع حق پر موقوف ہیں۔ ورنہ مفلسی و ناداری کا ہجوم ؛

۲- اطاعت میں طرح طرح کے برکات

وَلَوْ أَنَّهُمْ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ۝

وہ لوگ اگر ایمان لاتے اور تقویٰ اختیار کرتے البتہ کھول دیتے ہم ان پر دروازے برکات سے آسمان اور زمین سے۔ لیکن انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا پس پکڑ لیا ہم نے ان کو بسبب ان اعمال کے جو وہ کرتے تھے صاف ظاہر ہے کہ آسمانی فیوض وارضی خزانے حق تعالیٰ نے اسی قوم کے لئے وقف فرماتے ہیں جو اس کی بن کر رہے۔ اور بغیر اسکی مرضیات کے کوئی قوم قدم اٹھائے گی تو سوائے ناکامی کے اس کو اور کیا ملے گا۔

(۳) اطاعت میں سب پریشانیاں دور ہو جاتی ہیں۔ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ جو شخص ڈرتا ہے اللہ کی گرفت سے بنا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے مصیبتوں سے نکلنے کی راہ اور رزق عطا فرماتے ہیں اس کو ایسی جگہ سے کہ اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ جو اللہ پہ بھروسہ کرتا ہے اللہ اس کو کافی ہو جاتا ہے۔

اہل عقل کے لئے اس سے زیادہ کون سی بدیع دلیل ہو کہ حق تعالیٰ کتنی ذمہ داری کے ساتھ اعلان کرتا ہے کہ تم میرے بن جاؤ سب دنیا تمہاری ہو گی ورنہ دنیا بھر کی خسران تمہارے حصہ میں ہوگی۔

(۴) اطاعت سے منزل مقصود آسانی سے مل جاتی ہے

وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا

جو شخص ڈرتا ہے خدا کی گرفت سے تو اللہ تعالیٰ اس کے کام میں آسانی کر دیتے ہیں۔

دنیوی یا اخروی کاموں میں اللہ تعالیٰ مرضیات کو مد نظر رکھ کر چلنے سے غیبی مدد و نصرت اللہ شامل حال ہوتی ہیں جیسے کہ ہمارے سلف صالحین کی تاریخ سے عیاں ہے۔

(۵) اطاعت سے زندگی کامیاب و خوش حال ہو جاتی ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً

جو شخص عمل نیک کرتا ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ ایماندار ہو بے شک ہم اس کو ستھری زندگی عطا کریں گے۔ تاریخ اسلام سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ اایمان والوں کی زندگی ہفت اقلیم کے مالک کو بھی میسر نہیں اور خدام احمد کا تو کیا کہنا ؎

بوریا ممنون خواب راحتش

تاج کسریٰ زیر پائے منقش

(۶) اطاعت سے مال و اولاد میں برکت ہوتی ہے۔

اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا

لوگو۔ تم گنا بخشوا لو اپنے پروردگار بے شک وہ بڑے بخشنے والے ہیں۔ پھر بھیں گے تم پر بارش بہتی ہوئی اور زیادہ کریں گے تمہارے مال اور اولاد کو دور تمہارے لے باغات اور نہریں مقرر کریں گے۔

خدائی اطاعت کو چھوڑ کر دنیوی زندگی کے عاشقو ذرا غور کرو اور سوچو کہ ساری ساری عمریں تباہ کرنے کے بعد بھی چین میسر نہیں اور خدائی اطاعت سب کچھ پا گئے دوڑ و دڑو چھپا ہوا خزانہ نکلا۔

غیروں کے سہارے پر عیش و عشرت اور عزت تلاش کرنے والو ابھی وقت ہے غور کرو کہ خدائی زمین پر اس کے آسمان کے نیچے تم کیا کر رہے ہو تمہیں کرنا کیا کیا چاہیے تھا۔

(۷) دنیوی و اخروی تمام عزوبہ کے متعلق ایمان لانے سے لانے سے ہی حاصل ہو سکتی۔

اِنَّ اللّٰهَ يُدٰفِعُ عَنِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

بے شک اللہ تعالیٰ ایمان لانے والوں سے تمام شرور کو دور کر دیتا ہے اور ان کا حامی و مددگار ہو جاتا ہے

اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔ اللہ ایمان والوں کا دوست ہے

اِذْ يُوْحِيْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنِّيْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا۔

اس وقت کو یاد کرو جبکہ حکم فرماتے تھے تمہارے پروردگار فرشتوں کو کہ بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں تم ثابت قدم رکھو ان لوگوں کو جو ایمان لائے

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ

حقیقی عزت اللہ اور اس کے رسول حق اور ان کی اتباع کرنے والوں کے لئے ہے۔

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ

اللہ تعالیٰ مراتب بلند کرتا ہے ان لوگوں کے جو تم میں سے ایمان لائے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَيَجْعَلُ لَهُمُ الرَّحْمٰنُ وُدًّا۔

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے بہت پیدا کر دیں گے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں اپنی محبت

حدیث پاک کا مضمون ہے کہ جب حق تعالیٰ کس کو اپنی دوستی کے لئے منتخب فرماتے ہیں تو پہلے فرشتوں اور پھر انسانوں و حیوانوں میں بھی اعلان ہوتا ہے کہ تم بھی اس کی عزت کرو

فَيُوْضَعُ لَهُ الْقَلْبُوْ فَيُوْضَعُ لَهُ الْقَبُوْلُ فِي الْاَرْضِ

مقرر کی جاتی اس کے لئے قبولیت زمین میں اور ہر چیز اسکی اطاعت کرنے لگتی ہے۔

تو ہم گردن از حکم داور مپیچ کہ گردن نہ پیچد ز حکم تو ہیچ

قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ

آپ فرما دیں اے محمدؐ کہ قرآن مجید ایمانداروں کے لئے ہدایت و شفا ہے۔ کہ دین و دنیوی خوبیاں میسر ہوتی ہیں۔

(۸) اطاعت میں مالی و جانی نقصانات کا نعم البدل مل جاتا ہے۔ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ قُلْ لِّمَنْ فِيْٓ اَيْدِيْكُمْ مِّنَ الْاَسْرٰٓى اِنْ يَّعْلَمِ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ خَيْرًا يُّؤْتِكُمْ خَيْرًا مِّمَّآ اُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

اے نبیؐ کہہ دو ان قیدیوں سے جو آپ کے قبضہ میں ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان معلوم کریں گے تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کر دیں گے اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں میں ایمان معلوم کریں گے تو جو مال تم سے لیا گیا ہے اس سے بہتر تم کو عنایت کر دیں گے اور تمہارے گناہ بھی معاف کر دیں گے۔ بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

دین اور دنیا کی دولت اللہ تعالیٰ کی خوشنودی پر موقف ہے جب انسان خدائی اطاعت کو اپنا شعار بنا لیتا ہے۔ تو سب نعمتیں عطا کر دی جاتی ہیں اور تمام... نقصانات بدلہ بھی اسی دنیا میں مل جاتا ہے۔ اور آخرت میں بہ اں مزید

(۹) اطاعت الٰہیہ میں مال خرچ کرنے سے مال بڑھتا ہے

وَمَآ اٰتَيْتُمْ مِّنْ زَكٰوةٍ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُضْعِفُوْنَ

اور جو کچھ زکوٰۃ دیتے ہو جس سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی چاہتے ہو۔ پس یہ لوگ دونا کرنے والے ہیں۔

دونا ہونا یہ ہے کہ مال تو دنیا پڑے گا اور اجر آخرت میں ملے گا۔

(۱۱) اطاعت میں اطمینان قلب اور ایسے لذت پیدا ہوتی ہے کہ جس کے مقابلہ میں ہفت اقلیم کی دولت بھی کوئی چیز نہیں۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ

خبردار ہو جاؤ اللہ ہی کے ذکر سے چین پاتے ہیں قلوب اگر مومن کی راحت قلبی سے یہ دنیا والے آگاہ ہو جائیں تو دنیا کا سب کاروبار معطل ہو جائے۔

(۱۲) اطاعت کا خیر و برکت عابد کی پشت در پشت چلا جاتا ہے۔

وَاَمَّا الْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلٰمَيْنِ يَتِيْمَيْنِ فِي الْمَدِيْنَةِ وَكَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا وَكَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا فَاَرَادَ رَبُّكَ اَنْ يَّبْلُغَآ اَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنْزَهُمَا رَحْمَةً مِّنْ رَّبِّكَ

حضرت خضر علیہ اسلام نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ میں نے جو وہ دیوار بلا اجرت درست کر دی یتیم بچوں کی تھی جو شہر میں رہتے ہیں اور اس دیوار کے نیچے ان کا ایک خزانہ گڑا ہے اور ان کا باپ ایک بزرگ آدمی تھا کہ یہ دونوں جب اپنی جوانی پہ پہنچ جائیں اور اپنا خزانہ نکال لیں۔ یہ بوجہ مہربانی کے تمہارے پروردگار کی طرف سے بوجہ باپ کے نیک ہونے کے اولاد کو بھی فیض پہنچا اور ان پر بھی حق تعالےٰ نے کرم فرمایا۔ اسی طرح نیک آدمی کی نیکی کا اثر اس کی اولاد میں دور تک جاتا ہے۔

۱۳۔ اطاعت سے عابد کو زندگی ہی میں غیبی بشارتیں نصیب ہوتی ہیں۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔

آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ تعالےٰ کے دوستوں پر نہ کچھ ڈر ہے نہ وہ مغموم ہوں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور اللہ سے ڈرتے رہے۔ ان کے لئے خوشخبری ہے دنیا اور آخرت میں۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضاجوئی کا یہ ادنیٰ نتیجہ ہے کہ زندگی میں بھی خوشی اور مسرت اور مرنے کے بعد بھی حشر میں بے خوفی، سوائے ایک خوف کے کہ اللہ تعالےٰ کی ذات راضی رہے۔ یہ وہ دن ہے جس میں تمام دنیوی دولتیں بھی بیکار ہوں گی۔ مگر جس کو اطمینان قلب اور غیبی بشارتیں مل گئیں تو اس کو سب کچھ مل گیا۔

(۱۴)۔ اطاعت کرنے والے مرتے دم فرشتے بشارتیں سناتے ہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ

كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ نَحْنُ أَوْلِيَآءُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْٓ اَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ؕ

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارے رب اللہ ہیں پھر مستقیم رہے۔ اترتے ہیں ان پر فرشتے کہ تم نہ خوف کرو نہ غم کرو، اور بشارت سنو بہشت کی، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔ ہم تمہارے حامی و مددگار ہیں دنیا کی زندگی ہیں۔ اور آخرت میں اور بہشت میں وہ چیزیں جو تمہارے نفس خواہش کرینگے اور تمہارے لئے اس میں وہ چیزیں ہیں جو تم مانگو گے یہ بطور مہمانی بخشنے والے مہربان کی طرف سے۔

محققین کی تفسیروں میں مذکور ہے کہ مرنے والے کو فرشتے کیا خوشخبریاں سناتے ہیں۔ خلاصہ کلام یہ کہ مومن کی زندگی وہ زندگی ہے جو کسی کو نصیب نہیں

(۱۵)۔ اطاعت میں حاجت روائی ہے۔

وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ۔

اپنی مشکلات میں صبر اور نماز کے ذریعہ خدا سے مدد طلب کرو۔ اگرچہ نماز خود ہی ایک نسخہ کامل مگر خاص طریقہ بھی ہے جو حضور نے سکھایا ہے۔ وہ یہ ہے:۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضور علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا جس شخص کو کسی قسم کی حاجت ہو اللہ تعالٰے یا مخلوق سے، اُس کو چاہیئے کہ پہلے اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر اللہ تعالٰے کی ثنا کہے۔ مثلاً سورت فاتحہ پڑھے۔ پھر حضور علیہ السلام پر درود شریف بھیجے۔ پھر یہ دُعا پڑھے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْحَلِيْمُ الْكَرِيْمُ سُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ اَسْئَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَّسَلَامَةً مِّنْ كُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِيْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَهٗ وَلَا هَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَهٗ وَلَا حَاجَةً هِيَ لَكَ رِضًى اِلَّا قَضَيْتَهَا يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ ؕ

(مشکوٰۃ شریف)

(۱۶)۔ اطاعت کا یہ اثر بھی ہے کہ معاملات میں جو تردد واقع ہو اس کو دور کرنے والے کا راستہ صاف کر دیتی ہے اور ایک طرف رائے قائم ہو جاتی ہے جس میں تمام تر نفع ہی نفع ہو۔ گویا کہ حق تعالٰے سے مشورہ مل جاتا ہے کہ یہ کام کرو اور یہ نہ کرو۔

حضور عبداللہ نے فرمایا کہ جب تمہیں کسی دنیوی کام میں تردد ہو کہ کریں یا نہ کریں نفع ہو گا یا نہ ہو گا۔ اور کس طرح پر کرنا ہو گا۔ تو دو رکعت نماز نفل پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَخِيْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِيْ بِهٖ

هٰذَا الْاَمْرَ کے بجائے اپنے کام کا نام لیوے مثلاً هٰذَا النِّكَاحَ یا هٰذَا السَّفَرَ یا هٰذِهِ التِّجَارَةَ وغیرہ

استخارہ کا پورا طریقہ علمائے محققین کی کتب میں مذکور ہے۔ یہاں صرف یہ بتلانا مقصود ہے کہ انسان اطاعت وفضل وکرم خدائی سے حق کا مشورہ بھی لے سکتا ہے۔ یہ انتہائی قرب ہے

(۱۷) اطاعت میں ایک برکت یہ بھی ہے عابد کے تمام دینی و دنیوی کاموں کی ذمہ داری حق تعالٰے خود اپنے ذمہ لے لیتے ہیں۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حق سبحانہٗ وتعالٰے نے فرمایا اے ابن آدم تو میرے لئے شروع دن میں چار رکعت نماز پڑھ لیا کر۔ میں ختم دن تک تیرے سارے کام بنا دیا کروں گا (ترمذی شریف)

(۱۸) اطاعت سے مال میں برکت ہوتی ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر خرید و فروخت میں بائع اور مشتری یعنی بیچنے والا اور خریدنے والا معاملات میں سچ بولیں، اپنی اپنی چیزوں کا عیب ظاہر کر دیں تو اس میں برکت ہوتی ہے اور جھوٹ بولیں اور عیب پوشی کریں تو دونوں کے معاملہ میں برکت نہیں رہتی۔ (بخاری شریف)

(۲۰) بعض مالی اطاعت سے حق تعالٰی کا غصہ بجھتا ہے اور بُری حالت پر موت نہیں آتی۔

حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ صدقہ پروردگار کے غصہ کو بجھاتا ہے اور بُری حالت پر موت نہیں آتی۔ اور دُعائیں بلاؤں کو ٹالتی ہیں۔ یہاں بُری حالت سے مراد کلمہ نصیب نہ ہونا۔ خواری و ذلت ہو۔ نعوذ باللہ

(۲۱) اطاعت دُعا یہ سے بلائیں ٹلتی ہیں۔

دعاؤں سے بلائیں ٹلتی ہیں اور نیکی سے عمر بڑھتی ہے۔ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص شروع دن میں سورہ یسین کی تلاوت کرے اس کی تمام حاجتیں پوری کی جائیں گی۔ (دارمی)

(۲۲) سورہ واقعہ کی تلاوت سے حق تعالٰے فاقہ کی بلا سے محفوظ رکھتا ہے۔

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص سورہ واقعہ ہر رات پڑھا کرے اس کو فاقہ کبھی نہیں پہنچے گا (بیہقی)

(۲۳) اطاعت و ایمان کی برکت سے تھوڑے کھانے میں برکت ہو جاتی ہے۔

حضور علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص کا ذکر ہوا کہ وہ بہت کھانا کھاتا ہے۔ آپ نے فرمایا مومن ایک آنت میں کھاتا ہے اور کافر سات آنت میں۔ وہ شخص مسلمان ہو گیا تو اس کی غذا کم ہو گئی۔ (بخاری شریف)

(۲۴) بعض دُعائیہ میں اتنی برکت ہے کہ دُعا کرنے والا بہت سے امراض سے محفوظ رہتا ہے۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ غم زدہ، مریض کو دیکھو تو یہ دعا پڑھا کرو:۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ عَافَانِيْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِيْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔

(ترمذی شریف)

(۲۵) بعض دعائیں فکر کو زائل اور قرض کے ادا کرنے میں مدد دیتی ہیں:۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قرض اور فکر میں گھر جانے والے کے لئے یہ دُعا صبح شام پڑھنے سے بہت ہی مدد دیتی ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ۔

اس دُعا پر عمل کرنے والوں کا بیان ہے کہ فرمودہ رسالت کبھی خطا نہیں ہوا۔

۲۶۔ بعض دُعا یہ سحر وغیرہ کے اثر سے انسان کے لئے محفوظ رہنے کا باعث بنتی ہیں۔ حضرت کعب الاحبارؓ فرماتے ہیں کہ اگر میں چند کلمات نہ کہتا تو یہود مجھے گدھا بنا دیتے دریافت پر انہوں نے یہ کلمات فرمائے۔

اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ لَيْسَ شَيْءٌ اَعْظَمَ مِنْهُ وَبِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ الَّتِيْ لَا يُجَاوِزُهُنَّ بَرٌّ وَّلَا فَاجِرٌ وَّبِاَسْمَاءِ اللّٰهِ الْحُسْنٰى مَا عَلِمْتُ مِنْهَا وَمَا لَمْ اَعْلَمْ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَذَرَاَ وَبَرَاَ۔ (مالک)

خلاصہ بحث

یہ ہے کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ مومن کی نشانی ہر حالت

(باقی صفحہ ۲۰ پر)

لال دین اخگر بی۔اے۔بی۔ٹی

خدا بخش کا خواب

تبصرہ ۴

اللہ! اللہ! حقوق العباد پر دین قیم نے کس قدر زور دیا ہے۔ مولوی ثناء اللہ تمام قرآن مجید کا حافظ نہ سہی۔ مگر عالم دین تو ضرور تھا۔ لڑکپن کی غلط کاریاں آخر عادت ثانیہ بن گئیں۔ اور وہ نفرت جس کا بیج لڑکپن کی کھیتی میں بویا گیا تھا۔ جوانی میں برگ و بار لایا۔ والدین اپنی پہلی اولاد کی طرح اُس کی اسلامی تربیت کر رہے تھے۔ مگر وہ قسمت کا ہیٹا! اس نورانی پروگرام کو بُرا سمجھتا رہا۔ والدین کی شفقت اور قدرے دباؤ نے اُس کو اسلامی ماحول سے باہر تو نہ جانے دیا۔ مگر ہم نے دیکھا۔ کہ اُس کا وجود تو مسجد و مکتب میں نظر نہ آتا تھا۔ مگر اُس کا دل و دماغ سکولوں اور کالجوں کی مسموم فضاؤں میں گھوما کرتا۔ خیر یہ باتیں۔ تو طالب علمی کے زمانے کی تھیں اور ان پر مواخذہ بھی چنداں نہیں کیا جاسکتا مگر ثناء اللہ کی سیاہ بختی تو اُس وقت عام نگاہوں کے سامنے آئی۔ جب اُس نے کتاب و سنت کا عالم ہونے کے باوجود اپنے آپ کو خونخوار بھیڑیا ہی بنائے رکھا۔ علم نے اُس کے دل میں ادب کا جوہر نہ پیدا کیا۔ وہ علماء خیر کی صحبت میں اگر حُسن نیت سے شریعت طاہرہ کا گرویدہ بن کر علوم مروّجہ کی تحصیل کے لئے کوشش کرتا۔ تو بلا شک دریب مکتب کی کٹھالی سے کندن بن کر نکلتا۔ مگر اُس کی تو یہ حالت تھی ؎

صحبت عیسےٰ بنائے۔ کیا گدھے کو آدمی
جس کے جوہر میں ہو۔ نادانی وہ کیا انسان بنے

قرآن حکیم اور ارشادات نبویؐ کی رہنمائی میں ہی سچے عقیدے اور اعمال صالح کا وجود دنیا میں پایا جاتا ہے۔ وہی اسلام انسانیت کا ہادی برحق ہے۔ اور منشائے الٰہی کی صحیح ترجمانی کرتا ہے۔ اس کی تعلیمات جہاں بندہ کو مقام عبدیت کے بام عروج تک پہنچا دیتی ہیں وہاں حقوق اللہ کے میدان میں بھی اس کو ہر قسم کے نشیب و فراز سے آگاہ کرتی ہیں۔ مگر ہم نے دیکھا۔ کہ وہ لوگ جن پر خواہشات دُنیوی کا غلبہ ہوتا ہے۔ وہ قرآن مجید کی قدسی تاثیرات سے بھی کلیتہً محروم رہتے ہیں۔ کیونکہ وہ روحانی لحاظ سے بیشمار امراض میں مبتلا ہوتے ہیں۔ اور آخر کار اسی حالت میں جاں بحق ہو جاتے ہیں۔

ثناء اللہ نے والدین کے احسانات کو بالکل ہی فراموش کر دیا۔ جب اُس نے فارغ التحصیل ہونے پر اپنے والدین کو منہ پر کہہ دیا۔ کہ "آپ لوگوں نے مجھ کو ڈبو دیا ہے" چاہئے۔ یہ تھا۔ کہ کتاب و سنت کی تعلیم کے بعد جب گھر آتا۔ تو اپنے بڑے بھائی کی طرح اپنے بوڑھے باپ کے ساتھ کھیتی کے کاروبار میں مدد کرتا۔ اور حُسن خدمت سے اپنی ماں کی خوشنودی حاصل کرتا۔ اور کل کو جب اُس کی بیوی آتی۔ تو وہ ثناء اللہ کو ماں باپ کا متوالا پاتی۔ تو وہ بھی اپنی ساس اور سسر کے پاؤں دھو دھو کر پیتی۔ مگر جب اُس نے دیکھا۔ کہ اُس کا خاوند اپنے والدین کی تذلیل و تحقیر کو اپنا شیوہ بنائے ہوئے ہے۔ تو اُس نے بھی اُس کی دیکھا دیکھی گستاخانہ راہ اختیار کرلی۔ افسوس کتاب و سنت کا عالم ہونے کے باوجود اُس کے ذہن سے یہ نورانی ارشادات خداوندی اُتر گئے۔ وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ و بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ؕ یہ پروردگار عالم کا فیصلہ ہے۔ کہ تم فقط خدا تعالےٰ کی ہی عبادت کرو۔ اور پھر اُسی سانس میں والدین کے ساتھ حُسنِ سلوک کی تاکید بھی فرما دی گئی۔ اور پھر خصوصیت کے ساتھ والدین کی ضعیفی کے ایّام کا ذکر فرماتے ہوئے۔ ارشاد ہوتا ہے کہ اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا (اے نوجوان جب تیرے والدین میں سے ایک یا دونو بڑھاپے کی لپیٹ میں آجائیں۔ اور اُن کی تمام قوتوں میں زوال و انحطاط کے آثار نمایاں ہو جائیں تو اب اُن کی دل شکنی اور تذلیل تو ایک طرف اُن کی مخالفت میں اپنی زبان پر ہوں کا کلمہ بھی نہ لاؤ۔ کیونکہ اس میں بھی اظہار ناراضگی کا پہلو نکلتا ہے۔ اور یہ ایک انتہائی سرکشی اور گستاخی کا مظاہرہ ہے۔ کہ تو اپنی زبان سے کسی معاملے میں اپنے والدین کو جھڑکنے لگ جائے۔ لہذا اس تباہ کن عمل سے بھی ہمیشہ مجتنب رہنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ ہماری بات گوش نصیحت نیوش سے سن لے۔ کہ جب بھی اُن سے ہمکلام ہو۔ تو نہایت تواضع اور انکسار سے مودبانہ لہجہ میں مخاطب کرے۔ تاکہ اُن کا نحیف اور کمزور دل تمہاری فروتنی سے تسکین حاصل کرے آگے ارشاد ہوتا ہے۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ (اور اس سارے دورِ حیات میں ہر موقعہ پر اپنے والدین کے سامنے نہایت نیازمندی سے سرِ تسلیم خم رکھ اور پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ مسلمان نوجوان کو فردوسِ بریں میں داخل کرنے سے پہلے ایک ایسا پاکیزہ فطرت فرد بنایا جارہا ہے۔ کہ اُس کی غلامانہ اور خادمانہ جھکی ہوئی گردن اور فرطِ تعظیم سے نیچی نگاہوں کے ساتھ زبانِ حال و قال سے بحضورِ پروردگار صد ہزار خلوص سے والدین کے لئے یہ دعا مانگی جارہی ہو۔ کہ اے خالق ارض و سما میرے والدین پر ایسی رحمت و شفقت کی بارش کر۔ جس طرح پر۔ میری صغیر سنی میں مجھ کو آغوش شفقت میں لے کر سینے سے چمٹایا کرتے تھے۔

اللہ اکبر! دین حقہ نے بھی اتمام حجّت کی انتہا کر دی۔ آگے سنئیے۔ ارشاد نبوی ہے۔ رِضَى الرَّبِّ فِي رِضَى الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ (مسلم)

(پروردگار کی خوشنودی کے متلاشی کو اپنے باپ کی خوشنودی حاصل کرنا چاہئے۔ اور یاد رہے کہ خداوند عالم کا قہر و غضب باپ کی ناراضگی کے پیچھے پیچھے آتا ہے)

کاش! ثناء اللہ! دنیا و ما فیہا کی فریب کاریوں میں اتنا منہمک اور غلط اندیش نہ ہو جاتا۔ اور اُس کے ضعیف والدین کو اُس کی خودسری پر خون کے آنسو نہ بہانے پڑتے۔ اُس بد نصیب نے چند روزہ زندگی کے نشے میں کتاب و سنت کی غیرفانی تعلیمات کو پس پشت ڈالا۔ جس کے نتیجے میں آج جہنم کے شعلے اُس کا نہایت بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔

قرابت داروں اور بے کسوں کے ساتھ قطع رحمی اور ظلم و ستم نے مولوی ثناء اللہ کو انتہا درجے کا سنگ دل بنا دیا۔ رحم و کرم کا تقاضا یہ تھا۔ کہ اُس کی مروت و خدمت کا دائرہ رنگ و نسل بلکہ مذہبی امتیازات کے حدود سے بھی آگے بڑھ جاتا اور وہ تمام خلق خدا (الخلقُ عیالُ اللہ) کو ایک

انسانی برادری سمجھتا۔ جس کے نتیجے میں اُس کو تمام افرادِ عالم سے اتنی ضرور ہمدردی ہوتی۔ جتنی ایک کنبے کے شریف النفس انسان کو اپنے کسی مصیبت زدہ بھائی سے ہوتی ہے۔ مگر وائے شومئی تقدیر! ہمارے حافظ ثناء اللہ کو یہ ارشاد نبوی بھول ہی گیا۔ جس کا ترجمہ مولانا حالی نے کیا ہے۔

کرو مہربانی تم اہل زمین پر
خدا مہرباں ہوگا عرش بریں پر

اسلامی نقطۂ نگاہ سے ہم ثناء اللہ کی اس روش کو بھی نہایت حقارت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ کہ وہ جوشِ جوانی اور وفور تکبّر میں اپنے والدین اور بڑے بھائی کے عہد و پیمان کی بھی پرواہ نہیں کرتا تھا۔ اور اس قدر برخود غلط تھا کہ وَاَمْرُہٗ فُرُطًا اس پر صادق آتا تھا ایک دانشمند۔ تجربہ کار اور شفیق باپ کی رائے کو اپنی ہوسناکیوں کے مقابلے میں پائے استحقار سے ٹھکرا دینا جہنم کے دروازے پر دستک دینا نہیں تو اور کیا ہے۔ قارئین حضرات ہمیں ایسا تبصرہ کرنے کی اجازت دیں۔ اور اس کو شماتت سے تعبیر نہ کریں۔ کیونکہ ہم والدین کے عاق کے متعلق بڑی حد تک ہمدردی نہیں رکھتے ہیں۔ کیا یہ امر عین حقیقت نہیں ہے؟ کہ ہر انسان کے جسم کا ایک ایک رونگٹا والدین کی شبانہ روز کاوشوں کا مرہون ہے۔ تو پھر کوئی بچہ جب عالم شباب کو پہنچے۔ اور اُس کے پرورش کرنے والے بڑھاپے کی بیچارگی میں گرفتار ہوں۔ اور وہ نوجوان اپنی کمائی والدین کے سامنے لاکر رکھنے کی بجائے اپنی بدفطرت بیوی کے قدموں پر نچھاور کردے اور داور محشر کی عدالت سے اُس کے جُرم کی پاداش میں اُس کو عذاب دردناک میں ڈالا جائے۔ تو ایسے محسن کش نابکار کے انجام عبرت ناک پر دلی تاسف کسی لحاظ سے بھی مناسب نہیں ہوگا۔ ہاں یہ ضرور ہے۔ کہ تمام کائنات کے لوگ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔ اور اپنے والدین کی خدمت کرکے جنت کے وارث بن جائیں۔

ہم اس حقیقت کو کس کے سامنے بیان کریں۔ کہ موجودہ معاشرے میں پسر نوحؑ اور پسران یعقوبؑ کے ہمنواؤں کی کثرت ہے۔ اور ہر گھر میں ضعیف والدین نہایت ذلت کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بلکہ اخبارات میں آئے دن ماں۔ باپ۔ چچا اور ماموں کے قتل کی وارداتیں دیکھنے میں آتی ہیں۔ لہذا ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اپنے گرد و پیش میں والدین کے نافرمانوں کو ہمیشہ خدمت والدین کی ہدایت کرتے رہا کریں۔ اور اپنے قرابت داروں کے ساتھ حُسن سلوک کی تاکید کرتے رہیں۔ اگرچہ والدین کے ساتھ حُسن سلوک اور قرابتداروں کا حق پہچانتے کے متعلق بے شمار آیات و احادیث موجود ہیں۔ مگر اُن سب کا اس جگہ پیش کرنا طوالتِ مضمون کا باعث ہوگا لہذا ہم نے اپنی دلیل اور ثبوت کی ثقاہت کے لئے صرف مذکورہ آیات اور محولہ بالا ایک حدیث پر ہی اکتفا کیا ہے۔ اب ہم اصلی واقعہ کی طرف قارئین کرام کی توجہ مبذول کرانا ضروری سمجھتے ہیں تاکہ داور محشر کے سامنے تیسرے آدمی کے اعترافِ جُرم کی کیفیت ہمارے سامنے آجائے۔

(بقیہ صفحہ ۱۱)

ایک مرتبہ بادشاہ کی سواری جارہی تھی۔ یہ دونوں بھائی ادب کے ساتھ بادشاہ کے ساتھ ساتھ چل رہے تھے، دفعتاً سامنے سے انہوں نے دیکھا کہ سعدی کھڑے ہیں۔ . . . بغیر اس خیال کے کہ بادشاہ کیا کہے گا۔ دونوں بھائی بے اختیار گھوڑوں سے کود پڑے اور بھاگ کر سعدی کے پاس پہنچ گئے اور بڑے ادب کے ساتھ سعدی کے ہاتھ چومے اور پاؤں کو بوسہ دیا، جب واپس آئے تو بادشاہ نے پوچھا۔ کہ یہ کون تھا؟ جس کی تم نے اتنی تعظیم کی۔ کہ کبھی میری بھی نہیں کی تھی۔

دونوں نے عرض کیا۔ کہ حضور! یہ ہمارا شیخ ہے۔

شیراز میں آکر انہی دونوں بھائیوں کی بدولت نہایت عیش و آرام کے ساتھ سعدی نے زندگی کے باقی ایام گذارے۔ علاؤ الدینؒ نے اس کے لئے ایک عالیشان خانقاہ تعمیر کرائی۔ جہاں شیخ آخر عمر تک قیام پذیر رہا۔ آخر اجل کا پیغام آگیا۔ اور ایک سو بیس برس کی عمر پاکر یہ فاضل یگانہ انسان ۶۹۱ھ مطابق ۱۲۹۲ء میں موت کے آغوش میں جا سویا۔ اور اسی خانقاہ میں دفن ہوئے، جو اس کے لئے علاؤ الدین جوینیؒ نے بنوائی تھی، جو شیراز میں مقام دلکشا سے ایک میل جانب شرق دامن کوہ میں واقع ہے۔

شیخ شہاب الدین سہروردی کی خدمت میں حاضر ہوکر فیوض باطنی حاصل کئے۔

شیخ سعدی رحؒ نے فلسفے اور حکمت کی طرف بہت کم توجہ کی، زیادہ تر دینیات، علم سلوک اور علم ادب حاصل کیا۔ سعدی وہ خوش قسمت انسان ہے جس کی شہرت اُس کی زندگی میں ہی شیراز اور بغداد سے نکل کر تمام اسلامی ممالک میں پھیل گئی تھی اور جہاں سعدی جاتا تھا، ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا تھا، کاشغر کا شہر شیراز سے ۱۶۰۰ سو میل دور ہے۔ مگر قبل اس کے کہ سعدی کاشغر میں پہنچے بچہ بچہ سعدیؒ کے نام سے واقف ہو چکا تھا۔ اس ضمن میں ایک مزیدار حکایت سعدیؒ نے لکھی ہے۔ جب وہ کاشغر گیا۔ تو وہاں کی جامع مسجد میں ایک طالب علم زور زور سے پڑھ رہا تھا، ضَرَبَ زَیْدٌ عَمْرًا (زید نے عمرو کو مارا)

سعدی مسکرایا اور کہنے لگا۔ میاں خوارزم اور ختا میں صلح ہو گئی۔ مگر عمرو اور زید کی لڑائی ابھی تک برابر چلی جارہی ہے۔ طالب علم نے پوچھا۔ آپ پردیسی معلوم ہوتے ہیں، کہاں کے رہنے والے ہیں؟ سعدیؒ نے جواب دیا "خاک پاک شیراز" کا طالب علم نے کہا کہ "کچھ سعدی کا کلام یاد ہو۔ تو سنائیے" انہوں نے دو تین شعر کہہ کر سنا دیئے، دوسری صبح کو اُسے پتہ چلا۔ کہ یہ تو خود سعدی تھے، بھاگا بھاگا آیا اور بہت تعظیم و تکریم کی۔

شیخ فارسی غزل کے بادشاہ سمجھے جاتے تھے۔ ان کی فصاحت و بلاغت کا شہرہ ایران، ترکستان، تاتار ہندوستان میں ان کی زندگی ہی میں پھیل گیا تھا، انگلستان کے بعض مصنفوں نے ان کو مشرق کا شکیپئر کہا ہے، ؎

تِلْکَ الْمَکَارِمُ لَا قَعْبَانِ مِنْ لَبَنٍ
شِیْبَا بِمَاءٍ فَعَادَ بَعْدُ اَبْوَالًا ط

کلیات شیخ کا ایک مجموعہ کلام نظم و نثر چھپ گیا ہے۔ جن کی تفصیل یہ ہے:۔

۱۔ نثر میں چند رسالے سلوک و تصوف وغیرہ پر
۲۔ گلستان (نثر)
۳۔ بوستان (نظم)
۴۔ پند نامہ
۵۔ قصائد فارسی (مراثی ملمعات و مذہبیات اور ترجیعات شامل ہیں)
۶۔ قصائد عربیہ
۷۔ دیوان غزلیات" موسوم بہ طیبات
۸۔ دیوان ثانی موسوم بہ "بدائع"
۹۔ " ثالث " "خواتیم"
۱۰۔ غزلیات قدیم (جو غالباً عنفوانِ شباب کی لکھی ہوئی ہیں)
۱۱۔ محبوب صاحبیہ
۱۲۔ مطائبات و غزلیات
۱۳۔ کلیات سعدی نہایت اہتمام کے ساتھ کلکتہ میں چھپی ہے جس پر مسٹر ہیرنگٹن نے ایک انگریزی مقدمہ نہایت مفصل لکھا ہے۔

گلستان کے دو انگریزی ترجمے چھپ چکے ہیں

بقیہ جزا و سزا صفحہ ۱۶ سے آگے

ہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بڑی ہے برکات۔ سرور باطنی۔ دونوں جہاں کی دولت ان کے قدموں پر قربان ہوتی ہے۔ سچ ہے

مَنْ کَانَ لِلّٰہِ کَانَ اللّٰہُ لَہٗ

کیا اچھا ہوتا کہ ہم بھی اپنی حالت کو بدل کر اللہ تعالیٰ کی مرضیات والی زندگی بنالیتے یا اللہ ہمیں توفیق دے آمین۔ اپنے پیاروں کے صدقہ سے توفیق دے۔

بچوں کا صفحہ

آداب و اخلاق

مولانا محمد شفیع ایم اے

عدل وانصاف

قرآن میں ارشاد ہے اِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ یعنی اے لوگوں جب تم لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تو انصاف اور عدل سے کیا کرو۔ قرآن نے عدل و انصاف پر زور دیا ہے اور خود آں حضورؐ بہت بڑے عادل تھے۔ آپ کے عدل و انصاف کی شہرت دشمنوں میں بھی تھی۔ ایک دفعہ قرآن میں یوں ارشاد ہوا ہے: اِعْدِلُوْا هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی یعنی انصاف کرو یہ پرہیزگاری کے زیادہ قریب ہے۔

آں حضورؐ نے عدل و انصاف کی ایک ایسی اعلیٰ مثال قائم کی کہ دنیا کا کوئی انسان پیش نہیں کر سکتا آخری وقت میں آں حضورؐ نے تمام صحابہؓ کو جمع کیا اور فرمایا۔ "اگر میں نے کسی پر زیادتی کی ہو۔ یا کسی کو تکلیف پہنچائی ہو۔ تو وہ آج سے بدلہ لے لے۔ تاکہ قیامت کے دن مجھے خدا کے رُوبرو رسوا نہ ہونا پڑے" ایک شخص نے کہا کہ آپ نے میرے جسم پر ایک چھڑی ماری تھی۔ اور میرا جسم ننگا تھا۔ آں حضورؐ نے اپنا کُرتہ اتار دیا۔ اور اپنے آپ کو پیش کر دیا۔ کہ بدلہ لے لو۔ اس نے مُہرِ نبوّت کو چوم لیا۔ اور کہا کہ بس میرا مقصد یہی تھا۔ میں تو صرف آپ کے جسمِ اطہر کو بوسہ دینا چاہتا تھا۔

ایک مسلمان اور یہودی کا جھگڑا ہو گیا۔ در اصل مسلمان جھوٹا تھا۔ اور یہودی سچّا تھا۔ لیکن مسلمان کو یہ گمان تھا۔ کہ آں حضورؐ میری رعایت کریں گے۔ کیونکہ میں مسلمان ہوں۔ جب آپ کے پاس گئے تو آپؐ نے فیصلہ یہودی کے حق میں دیا۔ وہ مسلمان دل میں بہت ناراض ہوا۔ کہ میرا لحاظ نہ کیا۔ اس لئے وہ حضرت عمرؓ کے پاس اپنا مقدمہ لے گیا اور یہودی سے کہا۔ کہ عمرؓ سے فیصلہ کروا لیں۔ آنحضرتؐ نے فیصلہ ٹھیک نہیں کیا۔ یہودی نے حضرت عمرؓ کے سامنے سارا واقعہ بیان کر دیا۔ حضرت عمرؓ فرمانے لگے۔ ٹھہرو میں ابھی تمہارا فیصلہ کرتا ہوں۔ اندر گئے۔ اور تلوار اٹھا لائے۔ آتے ہی مسلمان کی گردن تن سے جُدا کر دی۔ اور کہا کہ جو نبیؐ کا فیصلہ قبول نہیں کرتا۔ عمرؓ کا فیصلہ اس کے متعلق یہ ہے۔

مہمان نوازی

مہمان کی عزت کرنا اور اسے اچھا کھانا کھلانا بھی اسلامی اعمال میں داخل ہے۔ قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا واقعہ بیان کیا گیا ہے۔ کہ ایک دن آپ بیٹھے تھے۔ کہ دو مہمان آ گئے۔ آپ نے انہیں بٹھایا۔ اور فوراً ایک بچھڑا ذبح کر ڈالا۔ اسے صاف کر کے خوب اچھی طرح بھونا اور مہمانوں کے سامنے لا رکھا۔ اور اصرار کیا۔ کہ وہ ضرور کھائیں۔ مگر دونوں مہمانوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ تو آپ کو بہت رنج ہوا۔ کہ یہ مہمان کیسے ہیں۔ میری مہمانی قبول نہیں کرتے۔ مہمانوں کو بھی معلوم ہو گیا۔ کہ حضرت ابراہیمؑ ان سے ناراض ہیں۔ تو انہوں نے بتایا۔ کہ ہم فرشتے ہیں اور کھانا نہیں کھاتے۔

عزیز بچّو! مہمان نوازی بہت اچھی چیز ہے۔ اس سے رزق میں فراخی ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالےٰ خوش ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں آں حضورؐ نے فرمایا۔ کہ جو شخص خدا اور روزِ قیامت پر یقین رکھتا ہے۔ اُسے چاہیئے۔ کہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔ اور اُس کی خاطر داری میں کمی نہ کرے۔ مہمانی تین دن تک کرنی چاہیئے۔ اس کے بعد صدقہ ہے۔ اگر اس کے بعد مہمانی نہ کر سکے۔ تو مہمان کو رخصت کر دے۔

آں حضرتؐ بہت زیادہ مہمان نواز تھے۔ اگر پاس کچھ نہ ہوتا تھا تو ادھار لے کر بھی مہمان نوازی کرتے تھے۔ ایک دفعہ مہمان آ گیا۔ گھر میں کچھ نہ تھا۔ صحابہؓ سے فرمایا۔ کوئی ہے جو اس کی مہمانی کرے۔ ابو طلحہؓ اُن کو اپنے گھر لے گئے۔ اپنی بیوی سے پوچھا "کچھ کھانے کے لئے ہے"۔ انہوں نے کہا۔ کہ بچوں کے لئے کھانا رکھا ہے۔ وہی ہے۔ میں بچوں کو سلا دیتی ہوں تم مہمان کو کھلا دینا۔ کہ یہ بھوکا نہ رہے اور کہنے لگیں۔ دیکھو۔ جب مہمان آئیگا تو میں چراغ بجھا دوں گی۔ تم جھوٹ موٹ منہ نہ ہلاتے رہنا۔ وہ سمجھے گا کہ شائد میزبان بھی میرے ساتھ کھا رہا ہے۔ غرض مہمان کے آتے ہی بیوی نے ایسا کیا اور چراغ بجھا دیا۔ صبح کو اللہ تعالےٰ نے اس کی تعریف کی۔

پیارے بچو! دیکھا اپنی تنگی کے موقع پر بھی انہوں نے مہمان کی کتنی خدمت کی۔

مسلمان بچے کا ارادہ

زاہد الحسن زاہد۔ لاہور

عزیزوں کی آنکھوں کا تارا بنوں گا
میں ان کے دلوں کا سہارا بنوں گا

کروں گا میں ماں باپ کی پوری خدمت
اندھیرے میں روشن ستارا بنوں

غریبوں ضعیفوں کا ہوں گا میں ساتھی
میں ٹوٹے دلوں کا سہارا بنوں گا

بھنور میں پڑے گی اگر میری نیّا
میں ہمّت سے اس کا کنارا بنوں گا

میری اپنی ہمّت ہے پتوار میرا
میں خود اپنا زاہد سہارا بنوں گا

خدام الدین لاہور
۲۱ اپریل ۱۹۶۱ء

ایڈیٹر
عبیداللہ انور

شرح چندہ
سالانہ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے
سہ ماہی تین روپے

منظور شدہ
محکمۂ جیل مغربی پاکستان

رجسٹرڈ ایل
نمبر ۶۰۴۷

منظور شدہ محکمۂ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C. ۳۰ ، ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبیداللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور سے شائع ہوا